کلمات طیبات امام الزمان سلمہ الرحمن

سلسلے کیلئے دیکھو نمبر ۱۲ جلدہ

غرض اس آیت میں جو ترتیب رکھی گئی ہے وہ واقعات کی بنا پر ہے۔ وہ احمق ہے جو کہتا ہے کہ ترتیب واؤ سے نہیں ہوتی ہے۔ اگر ایسا ہی غبی ہے کہ وہ اسکو نہیں سمجھ سکتا تو اسکو واقعات پر نظر کرنی چاہیئے اور دیکھے کہ تطہیر رفع کے بعد ہوتی ہے یا پہلے اس تطہیر میں دراصل اشارہ ہے اس امر کی طرف کہ تیرے بعد ایک رسول آئیگا جو حَکَم ہو کر تیری نسبت جھگڑے کو فیصل کر دیگا۔ اور جسقدر الزامات یہودی تجھ پر لگاتے ہیں اُن سے بُجّی پاک ٹھہرائیگا۔ تین ترتیبوں کے تو یہ مخالف بھی قایل ہیں یعنی رافعک الی ومطہرک من الذین کفروا وجاعل الذین اتبعوک فوق الذین کفروا۔ یہ تو مانتے ہیں کہ مرتب کلام ہے اس میں جو کچھ وعدہ اللہ تعالےٰ نے فرمایا ہے وہ پورا ہو گیا۔ جسمانی رفع کے قایل اسمیں کچھ کہہ نہیں سکتے مگر مجھے حیرت ہوتی ہے کہ جب تین ترتیبوں کے وہ قایل ہیں اور انہوں نے اسکو تسلیم کر لیا ہے تو توفی کے لفظ کو اٹھانے کی بیفایدہ کوشش کیوں کرتے ہیں۔ بھلا یہ بیہودی سیرت اختیار کر کے بتاؤ تو سہی اس لفظ کو رکھو گے کہاں؟ اگر رفع کے بعد رکھو تو واقعات خارجیہ کے خلاف ہے رفع اور تطہیر میں فاصلہ نہیں ہے بلکہ رفع کے بعد تطہیر ہی ہے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے یہودیوں کے اس الزام سے کہ وہ نبی ہی نہیں مانتے تھے اور ملعون قرار دیتے تھے اور عیسائی کہتے تھے کہ ابن اللہ اور اللہ ہیں جسکو آسمان پر اٹھایا گیا اور وہ ہمارے لئے ملعون ہوا حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو بری کیا ہے یہ دو انگلیوں کی طرح ہیں ان کو الگ کر سکتے ہی نہیں اور جاعل الذین اتبعوک کو دیکھو تو وہ قیامت تک مطہرک کے بعد کسی دوسرے لفظ کو آنے ہی نہیں دیتا پھر اس کو رکھو گے تو کہاں رکھو گے۔ جسطرح پر واقعات ظہور میں آئے اسی طرز سے بیان کیا ہے اب اُلٹ پلٹ کر کہاں رکھ سکتے ہو میں تو یہ کہتا ہوں کہ تمہیں خدا تعالیٰ کے کلام کے ساتھ اسقدر دشمنی کیوں ہے جو اسکی ترتیب کو توڑنا چاہتے ہو۔ کیا تم کو یہی اچھا معلوم ہوتا ہے کہ مسیح کی خدائی ثابت کرو؟ عیسائیوں کے اس مُردہ خدا کو کہیں تو مرنے دو؟؟؟ تعجب کی بات ہے کہ ایک طرف تو تم کہتے ہو کہ ہم مسیح کو محض ایک بندہ اور نبی مانتے ہیں دوسری طرف انکی نسبت ایسے عقیدہ رکھنے چاہتے ہو جو ان کو خدا بناتے ہیں۔ اس کی وہی مثال ہے کہ ایک شخص تو کسی کی نسبت کہتا ہے کہ وہ مرگیا مگر دوسرا کہتا ہے کہ نہیں مرا تو نہیں مگر نبض اس کی نہیں چلتی بدن بھی ٹھنڈا ہو گیا ہے۔ سانس بھی نہیں آتا۔

اے دانشمندو! غور تو کرو اسکے مرنے میں کیا شک رہا جسکی زندگی کا

خوف ہوتا تو کم از کم جعفر زٹلی کے اشتہاروں میاں غلام احمد کے اشتہارات اور مولوی محمد حسین صاحب کے رسالجات اشاعۃ السنہ اور کفرنامہ لودہانوی نومسلم سعد اللہ کے گندے رسالجات کے جلانے کا بھی ذکر کیا جاتا۔ کیونکہ کوئی گالی ایسی نہیں ہے جو ان اشتہارات و رسالجات میں نہیں دی گئی ہم کہتے ہیں گذشتہ را صلواۃ آیندہ را احتیاط پچھلی باتوں کو چھوڑو۔ آگے ہی کے لئے انتظام کرو اور حتی وعدہ تہذیب اور شائستگی کا کرو۔

پھر یہ بھی کہا ہے کہ ایک کمیشن مقرر ہو جو کبھی متنازعہ فیہ تحریر کی نسبت مہذب یا غیر مہذب ہونے کا فیصلہ دے۔ ہماری رائے میں یہ بھی ایک بیہودہ بات ہے اسکی ضرورت ہی کیا ہے کیا آپ لوگوں کا منشا یہی ہے کہ آپ بد تہذیبی کریں۔ اور جب آپ بد تہذیبی چھوڑنے کے لئے سچے دل سے مستعد ہو جائیں گے پھر اس خیال یا وہم کا تو شائبہ بھی نہیں رہ سکتا۔

آخر میں جو حضرت اقدس علیہ الصلوٰۃ والسلام کی پاک نیت پر یہ کہہ کر حملہ کیا ہے کہ "مرزا کی نیت بخیر نہیں" یہ حملہ ایک متقی اور خوف الٰہی سے لرزاں عالم کے منہ سے نہیں نکل سکتا۔ ہم نہیں سمجھتے کہ آپ لوگوں کو کیا حق حاصل ہے کہ کسی کی نیت پر مجرمانہ حملہ کریں اور بدظنی کر کے قرآن کریم کے اس حکم کو توڑیں کہ مومنوں کو آپس میں نیک گمان کرنا چاہیئے۔ آپ کی حسن ظنی کا تو یہ منشا ہونا چاہیئے تھا کہ آپ بلا چون و چرا مان لیتے مگر افسوس ہے کہ حسن ظن ہی تو نہیں رہا

یہ بات کہدینا کہ یہ فرقہ بھی ایک دن مٹ جائے گا
نری منہ کی لاف گزاف ہے۔

یریدون ان یطفئوا نور اللہ بافواھھم واللہ متم نورہ و لوکرہ الکافرون۔ یہ نور اللہ تو کامل ہو کر رہے گا کسی کے کہنے سے مٹ چکا! ہلاکت اور زندگی اللہ تعالٰے کے ہاتھ میں ہے اور اسکا معیار یہ ہے کہ

لیھلک من ھلک عن بینۃ و یحیی من حی عن بینۃ

یعنے ہلاک تو وہی ہوتا ہے جو بینہ سے ہلاک ہو اور زندگی بھی وہی پاتا ہے جو بینہ سے زندہ ہو پس آپ لوگ غور کر کے دیکھ لیں کہ نیست و نابود ہونے کے کس کے آثار ہیں اس میں ذرا بھی شک نہیں کہ باطل اپنی نحوستوں سمیت اب بھاگ جاوے گا۔ کیونکہ بینہ کے ذریعہ سے حجت پوری ہو چکی ہے قرآن شریف مستقل طور پر حضرت اقدس کے دعاوی کی تائید سے بھرا پڑا ہے ارضی اور سماوی نشانات آپکی تصدیق کر رہے ہیں۔ جماعت کی روز افزوں ترقی بتا رہی ہے کہ حق کس کے ساتھ ہے آپ لوگوں کے پاس اگر کوئی دلیل قوی ہوتی تو اسے پیش کرتے اور تنگ آمد بجنگ آمد کے مصداق نہ بنتے اگر حجت اور برہان ہوتی سچائی کا نور ہوتا تو کا ہیکو کیا کام تھا بد تہذیبی اور سخت کلامی سے وہی کام لیتا ہے جس کے پاس دانشمندی اور ہدایت کی بات نہ ہو کیا خوب کہا ہے سعدی نے

چو حجت نماند جفا جوئے را
بہ پیکار آخر کشد روئے سا

غرض احمدی قوم کے مٹ جانے یا بڑھ جانے کا تو آپ فکر ہی نہ کریں یہ تو آپ کے کہنے سے رک ہی نہیں سکتی اسکا زیادہ صحیح اندازہ کرانا ہو تو ہر سال گورنمنٹ سے مردم شماری کرا لیا کرو۔ تاکہ پتہ لگتا جاوے کہ بڑھتی ہے یا گھٹتی ہے۔ اور نہیں تو الحکم کے کالم بیعت ہی کا مطالعہ کر لیا کرو۔

باقی باتیں کہ ملوک اس سلسلہ میں داخل ہوں گے اور یہ خیالی منصوبے ہیں اسکا ہم کو کچھ افسوس اور رنج نہیں ہے ابتداً ایسا ہی کہا کرتے ہیں۔ مکہ والے کب رسالت مآب صلی اللہ علیہ وسلم کی پیشگوئیوں کو مانتے تھے۔ یہی تو بات ہے کہ تم لوگ ایک بھی ایسا اعتراض پیش نہیں کر سکتے جو پہلے نبیوں پر نہ کیا گیا ہو۔

بالآخر ہم اتنا کہنا چاہتے ہیں کہ افسوس ان علماء نے اپنی حالت کی اصلاح کی طرف ذرا بھی توجہ نہیں کی بد تہذیبی اور سخت کلامی تو بجائے خود ایک ایسا امر ہے کہ اخلاق اجازت نہیں دیتا کہ اسکو اختیار کیا جاوے ان لوگوں کا یہ کہنا کہ ہم نے جواباً اختیار کیا ہے عذر گناہ بدتر از گناہ ہے۔

آخر میں ہم ان لوگوں کو حضرت امام ہمام علیہ الصلوٰۃ والسلام کے اس کلام سے مخاطب کر کے جواب پوچھتے ہیں۔

یارو خودی سے باز بھی آؤ گے یا نہیں؟
خو اپنی پاک صاف بناؤ گے یا نہیں؟
باطل سے میل دل کی ہٹاؤ گے یا نہیں؟
حق کی طرف رجوع بھی لاؤ گے یا نہیں؟
کب تک رہو گے ضد و تعصب میں ڈوب کر؟
آخر قدم بصدق اٹھاؤ گے یا نہیں؟
کیونکر کرو گے رد جو محقق ہے ایک بات؟
کچھ ہوش کر کے عذر سناؤ گے یا نہیں؟
سچ سچ کہو اگر نہ بنا تم سے کچھ جواب؟
پھر بھی یہ منہ جہاں کو دکھاؤ گے یا نہیں؟

کیا آپنے ابتک شمس بازغہ نہیں پڑھی ہے؟ اگر نہیں تو ضرور پڑھیئے۔ آپ کو پیر گولڑی کی حقیقت معلوم ہو جاوے گی اور حضرت اقدس پر اعتراضوں کے جوابات کا علم آئیگا۔ صرف عمر بلا محصولڈاک پر

مذہبی دنیا

غلامانِ مسیح ۔ سائبیریا میں ہر نام کا ایک عجیب مسیحی فرقہ ہے وہ زمین کو ہموار اور مسطح مانتے ہیں اور کہتے ہیں کہ تین مچھلیوں کے سر پر قائم ہے۔ ریلوے۔ ٹیلگراف اور ٹیلیفون کو **دجالی صفات** قرار دیتے ہیں جب کوئی مرجاتا ہے پادری اس کے سرہانے کہتا ہے کہ آتش کا دریا مغرب سے مشرق کو بہ نکلا ہے۔ وغیرہ وغیرہ پہر اس کان میں یہ کہہ کر کہ تم بہت سے خط اٹہاؤ اور سر کو ہلا کر دفن کے لئے لے جاتے ہیں۔

تثلیث کا لطیفہ

پادری۔ خدا تین ہیں باپ بیٹا روح القدس

ایک۔ نہیں جناب دو کیونکہ بیٹا تو مارا گیا باقی روح القدس اور باپ ہی رہ گئے۔

دوسرا۔ نہیں جناب ایک ہی ہے۔ کیونکہ روح القدس کبوتر کی شکل میں بیٹے پر اترا۔ اور بیٹا مارا گیا تو گویا بیٹا اور روح القدس مارے گئے۔ باقی ایک باپ ہی رہا۔

تیسرا۔ نہیں صاحب۔ تثلیث مان کر ایک بہی نہیں رہتا اس لئے کہ باپ بیٹا روح القدس متحد فی الذات مانے گئے ہیں جب بیٹا مارا گیا تو سب ہی کا کام تمام ہوا۔

نیوگ کا اشتہار۔ آریوں کو نصیحت

بحوالہ سناتن دہرم گزٹ معلوم ہوا ہے کہ مراد آباد کے اخبار آر یہ متر مورخہ ۱۶۔ مارچ سنہ ۱۹۰۱ء میں ایک عجیب اشتہار شایع ہوا ہے اشتہار دینے والے مہاشہ مسمی جینی لال گپت ضلع بلند شہر کے ہیں اور وہ اشتہار میں مندرجہ ذیل عبارت لکہتے ہیں۔

میں کسی ایسی عورت سے نیوگ کرنا چاہتا ہوں جسکی عمر ۱۶ اور ۲۰ برس کے درمیان ہو خاندانی اور لایق بہی ہو اگر وہاں دیش میری عمر ۲۷ برس کے لگ بہگ ہے۔

ویدک تہذیب کے لئے یہ اشتہار کافی ہے اس سے پیشتر **کالو رام کا** اشتہار ہمارے ناظرین پڑہ چکے ہیں۔ یہاں بہی دیانندیو یہ کیا بات ہے۔ اس نیوگی نے تو کوئی وجہ بہی نیوگ کی نہیں لکہی۔ اور نہ کنواری یا بیوہ یا نامرد مرد کی بیوی وغیرہ کسی قسم کی تشریح ہے۔

شاید اصل اشتہار میں ہو۔ کیا دیانندی پنتھ کی کوئی خاندانی اور لایق استری ویدک آگیا پالن کرنے کو طیار ہو گی؟ اور اسکے رشتہ دار اسکو خلاف شرم و حیا نہ سمجہیں گے؟

افسوس۔

مہدی سومالی کی بہی قلعی کہل گئی۔

یوگنڈا مہدی کا جو حشر ہوا ہمارے ناظرین اسے پڑہ چکے اب سومالی مہدی کی ملمع سازی بہی طشت از بام ہوگئی ہے سومالی مہدی کی نسبت فرانسیسی اخباروں نے غلط اور متعصبانہ مضامین شایع کر کے دربردہ اسلام پر حملہ کیا تہا۔ اور لوگوں کو دہوکے میں ڈالدیا تہا۔

مصری روزانہ اخبار اللوا سے معلوم ہوا کہ یہ شخص در اصل مسلمان نہیں ہے وہ آسٹریا فوج کا ایک سپہ سالار ہے جس کا نام ہتا کارل ریخر افریقی علاقہ میں جا کر اس نے عربی زبان سیکہی اور دعوے کرنے لگا کہ ماں کی جہت سے ترکی اور باپ کی طرف سے عربی ہوں بظاہر درود وظایف اور صوم و صلوٰۃ کو اختیار کر کے چند مسلمانوں کو اپنا فریفتہ کر لیا اور جنوبی جہت میں جا کر پہاڑ کے جاہلوں کو بہکانے لگا کہ میں مہدی موعود ہوں یہانتک کہ اسی ہزار آدمی اسکے ساتہہ ہو گئے اور نجاشی کے ساتہہ مقابلے بہی ہوتے رہے اب ثابت ہوا کہ وہ مسلمان ہی نہیں ہے ایک فتنہ پرداز مکار ہے۔ و اصل یہ خدا تعالیٰ کا فضل ہے کہ وہ امر حق مشتبہ نہیں ہونے دیتا۔ مہدی موعود حضرت حجۃ اللہ فی الارض حضرت اقدس مرزا غلام احمد صاحب قادیانی ادام اللہ فیوضہم کی صداقت کیسے زور سے ثابت ہوتی ہے کہ ہر کاذب مدعی کی حقیقت معاً کہلتی جاتی ہے تعجب ہے اس پر بہی دنیا نہیں دیکہتی۔

انسانوں کو زندہ درگور کرنا

(چند سال گذرے ہیں کہ روس میں ایک الیسو مذہبی فرقہ کا)

پتہ ملا تہا جسکے ممبر زندہ دفن کئے جاتے ہیں۔ اس فرقہ کا نام مجیگنی تہا۔ اور اس کا نتیجہ یہ ہوا تہا کہ اس فرقہ کے سرگروہ کوالیوسکی اور اس کے مرید و نپر استغاثہ دائر کیا گیا تہا۔ مگر ان دنوں یہ راز نہیں کہلا تہا کہ اس فرقہ کی اصلیت کیا ہے۔ صرف اسقدر معلوم ہوا تہا کہ اس فرقہ کے ممبر آزادی سے اپنی جانیں دیتے ہیں اس مقدمہ میں ملزم پر یہ الزام عاید کیا گیا تہا کہ اس نے بتیس آدمی ہلاک کئے تہے۔ بلکہ زندہ دفن کروائے تہے۔ کوالیوسکی اس جرم میں قید کیا گیا تہا۔ حال میں قصبہ تیراسپول واقعہ جنوبی روس میں مجیگنی کے مکانات کے قریب اور زندہ دفن کئے ہوئے آدمیوں کی اٹہائیس لاشیں برآمد ہوئی ہیں جکے ساتہہ مجیگنی کی مقدس تحریریں اور تصویریں شامل ہیں۔ یہ اس فرقہ کے مذہبی اسرار سمجہے کیونکہ اسکے مذہبی پیشواؤں کے حوالہ کی گئی ہیں اور کوالیوسکی جنے اسوقت بیان کیا تہا کہ میں نے ان آدمیوں کو دنیا کیواسطے کفارہ میں دیا تہا۔ اب ان اٹہائیس جوانوں کا خون اپنے سر پر لینے کی جوابدہی کے واسطے طلب کیا گیا ہے۔

مختلف واقعات

عمدہ نظیر - حیدر آباد دکن میں طبابت پیشہ لوگوں کے متعلق ایک ضروری قانون پاس کیا گیا ہے جسکی تمام اخبارات ہند عرصہ دراز سے تحریک کر رہے تھے بیدار مغز حکام حیدر آباد نے ایک قابل تقلید نظیر قایم کی ہے - اس قانون کے رو سے حکم ہے کہ کوئی شخص محکمہ عالیہ معتمدی سرکار سے سند حاصل کرنے کی بغیر نہ تو طبابت ہی کر سکے گا - اور نہ ادویہ فروخت کرنے کا مجاز ہوگا طبابت پیشہ کو اس حکم کی تعمیل نہ کرنے کیوجہ سے پانسو روپیہ جرمانہ اور عطار کو دو سو روپیہ جرمانہ کیا جائے گا -

انگلستان میں نیا خطرہ - انگلستان کے مشہور ڈاکٹر پیٹرسن کہتے ہیں کہ اہل انگلستان کو اپنے دماغوں کا علاج کرنا چاہئے - انکی دماغی قوت بہت کمزور ہو گئی ہے - جسکی وجہ یہ ہے کہ اہل انگلستان کمزور دماغ قوموں کی ساتھ شادی کر لیتے ہیں - اس لئے کمزور دماغ نسلیں پیدا ہو جاتی ہیں - ممالک مفتوحہ میں نوجوان انگریز وہاں کی دیسی عورتوں کے ساتھ تعلق پیدا کر لیتے ہیں جنہیں دماغی قوت کا کوئی تناسب نہیں ہوتا - ڈاکٹر صاحب کا یہ خیال کوئی نیا نہیں ہے - اہل ہنود اور اہل اسلام میں پہلے ہی سے ایک محدود دائرہ کے اندر شادیاں کرنیکا دستور صدیوں سے چلا آتا ہے -

رسم تاج پوشی - شہنشاہ ایڈورڈ ہفتم کی رسم تاج پوشی سال آیندہ میں بماہ جون ہوگی - جس کے واسطے بہت عرصہ پہلے تیاریاں شروع ہو جائیں گی - انکا اہتمام ارل مارشل دابرنس صاحب بہادر اور مسٹر چیمبرلین صاحب کو تفویض ہوگا - اس ساعت سعید میں کئی شاہان یورپ و ایشیا - اور دیسی والیان ریاستہائے ہند لنڈن میں رونق افروز ہونگے -

والدین محتاط رہیں - ڈاکٹر حال صاحب انسپکٹر جنرل ہسپتالات کی ایک چٹھی اخبار پایونیر میں شایع ہوئی ہے جس میں ڈاکٹر صاحب لکھتے ہیں - کہ کئی سٹیشنوں پر دیسی کھلونے بکتے ہیں جن پر زہریلے رنگ لگے ہوئے ہوتے ہیں - اور وہ ذرا سی نم پہنچنے سے کھلونے سے اترنے شروع ہو جاتے ہیں - اس لئے بچوں کے والدینوں کو لازم ہے کہ وہ اس قسم کی زہریلی اشیاء کبھی اپنے بچوں کے ہاتھوں میں آنے کا موقع نہ دیں " والدینوں کو سمجھانے سے بہتر ہے کہ گورنمنٹ ایسی اشیاء کی فروخت حکما بند کر دے -

پرانے انصاف کی نظیر - چین میں دو دیسی عورتیں ایک بچہ کی نسبت دعویدار ہوئیں - جو بظاہر ایسی ہی معلوم ہوتی تھیں کہ حاکم کو ایک یا دوسری کے حق میں فیصلہ دینا دشوار ہو گیا - آخرکار حاکم نے اپنی بیوی سے جو مشہور دانشمند تھی مشورہ لیا - بیوی نے جھٹ ایک زندہ مچھلی منگا کر لڑکے کو اندر بلوا کر اسکے کپڑے مچھلی کے گرد لپیٹ دئے اور نوکر کو حکم دیا کہ " دونو دعویدار عورتوں کے روبرو اس کو دور دریا میں پھینک دو " - جسکے حکم کی فورا تعمیل کی گئی - جب مچھلی کپڑوں کو اتارنے کے واسطے تڑپی تو ایک عورت بچہ کو نکالنے کے واسطے دریا میں کود پڑی ملاحوں نے جھٹ اس عورت کو پانی سے نکال لیا - اور حاکم کی بیوی کے پیش کیا - اسنے بچہ کو عمدہ کپڑے پہنا کر اسکی ماں کے حوالہ کر دیا - اور دوسری عورت نادم ہو کر راہی ہوئی -

برقی طاقت سے کام - ہندوستان کی تمام جنگی بارکوں میں برقی روشنی کی جائے گی - اور دن رات پنکھے بھی برقی طاقت سے کھینچے جایا کریں گے تاکہ پنکھا قلیوں کی ہلاکت کے مقدمات میں افاقہ ہو -

بغاوت - سنا گیا ہے کہ جنوبی افریقن رجمنٹ کے تین سو سپاہی باغی ہو گئے ہیں اس آتش فساد کو فرو کرنے کے لئے فوج کو روانہ ہونے کا حکم دیا گیا ہے - وجہ یہ ہے کہ اس ملک کے موجودہ سپاہی میعاد معہودہ کے ختم ہونے پر وہاں سے تبدیل نہیں کئے گئے تھے -

افسوس ہے - شمال و مغربی صوبجات کے چند اضلاع میں استادہ فصل کو ژالہ باری - تھنہ اور زنگ سے بہت بھاری نقصان پہونچا ہے -

کمی محصول - بعض اخبارات لکھتے ہیں کہ سررشتہ ڈاکخانجات ہند میں پارسلوں کے محصول میں کمی ہونیوالی ہے - جس سے اس محکمہ کی آیندہ سالانہ آمدنی میں قریبا چھ لاکھ کی ہوگی -

برف کی طاقت - دو انچ برف کی تہ کے اوپر سے پیدل فوج اور چار انچ موٹی برف کی تہ کے اوپر سے سوار - اور سبک توپیں - اور چھ انچ موٹی تہ کے اوپر سے اسی اسی پونڈ گولہ والی توپیں اور آٹھ انچ موٹی تہ کے اوپر سے توپخانہ کی باتری گاڑیاں گھوڑوں سمیت گذر سکتی ہے - اور دس انچ موٹی تہ سے بیشمار ہجوم بے کھٹکے گذر سکتا ہے - اور دو فیٹ کی تہ پر سنگین مال سے لدی ہوئی گاڑیاں جا سکتی ہیں -

بقیہ مضمون ایڈریس

نمبر ۸ ممباسہ میں جو علماء عرب ہیں ان کو عربی کتب مؤلفہ حضرت اقدس دکھائی گئیں اور حسب استعداد اہل زبان میں مختلفہ مسائل بیان کئے گئے مگر چونکہ کسیکو ہم میں سے زبان کی کامل مہارت نہ تھی اس لئے اصل حق اشاعت پورے طور پر ادا نہ ہوا۔

ممباسہ میں جو کرسچین مشنری سوسائٹیاں ہیں اور جو بشپ وغیرہ یہاں رہتے ہیں ان سے بھی انگریزی میں گفتگوئیں ہوئیں اور حضرت مسیح موعود کی بعثت اور اسرائیلی مسیح کی وفات کی خبر ابلاغ کی گئی۔

حضرت اقدس نے ایک انگریزی اشتہار اپنے سلسلہ اور خدام کتنے وغیرہ کے بارہ میں گورنمنٹ ہند کو پیش کیا تھا اس کی نقل یہاں کے انگریزی اخبار یوگنڈا میل میں دیے گئے اور بطرح افریقہ میں انگریزی دنیا کو مسیح موعود کی اطلاع دی گئی۔

ڈاکٹر محمد اسمعیل خانصاحب ڈاکٹر رحمت علی صاحب اور راقم الحروف نے اپنے اپنے جہازی سفروں میں بذریعہ کتب و کلام وغیرہ مسافران جہاز کو جو کہ مختلف بلاد و امصار کے تھے تبلیغ کی۔

نمبر ۹ ہفتہ وار جلسہ کلنڈنی ہسپتال میں کسر اہتمام ڈاکٹر رحمت علی صاحب ہوتا رہا جس میں قرآن کریم سنایا جاتا اور حضرت اقدس کی تصنیفات پڑھی جاتیں اور مسئلہ حیات و وفات مسیح کے مضامین کے متعلق تقریریں ہوتی رہتیں۔

ہم افسوس سے بیان کرتے ہیں کہ جب سے ڈاکٹر رحمت علی صاحب نروبی تشریف لائے ہیں یہ اہتمام ٹوٹ گیا ہے امید ہے کہ دیگر ممبران اس شاخ تبلیغ کی طرف توجہ کریں گے۔

حضرت اقدس کی مقدس تصانیف بندرگاہ ممباسہ سے لیکر اہل ہند تک ہمیشہ اشاعت پاتی رہیں اور مختلف طبائع پر اپنا اثر کرتی رہیں۔

نمبر ۱۰ - اس عرصہ میں تخمیناً ۵۰ اشخاص سے زیادہ حضرت مسیح موعود کی بیعت سے مشرف ہوئے جن کے اسمائے گرامی ہم اس مضمون کے اختتام پر درج کریں گے اور علاوہ اس کے ایک کثیر تعداد مردمان کو حضرت اقدس سے ایک خاص عقیدت ہو گئی اور نوجوان فلسفی مزاج اہل اسلام کو اس جماعت کے ممبروں سے واسطہ اتحاد بڑھتا جاتا ہے۔

چند ایک اشخاص نو داخل شدہ ممبران کو بوجہ کمزوری طبع اور نہ میسر ہونے صحبت مخلصان کے لغزش بھی ہوئی اور بیعت میں داخل ہونے کے بعد انھوں نے اس رشتہ کو توڑا مگر پھر جب ان کو اس جماعت پر گذرنے کا اتفاق ہوا تو انھوں نے اپنی اس لغزش پر سخت ندامت کی اور بعض نے رجوع بھی کیا۔ خدا تعالی انکو استقامت عطا کرے۔

نمبر ۱۱ - آج تک تخمیناً چھ ہزار سے زیادہ روپیہ افریقہ کی جماعت کی طرف سے اشاعت سلسلہ۔ محکمہ تعلیم۔ عمارات وفنڈ مساکین وغیرہ میں مختلف طور پر قادیان کی طرف روانہ کیا جا چکا ہے اس میں وہ اخراجات شامل نہیں ہیں جو کہ خاص افریقہ میں اشاعت سلسلہ کے متعلق کیے گئے ہیں۔ افسوس ہے کہ کوئی باقاعدہ رجسٹر نہیں رکھا گیا جس میں پورے طور پر بتعداد روپیہ اور دیگر کارروائی سلسلہ کی رکھی جاتی مگر انشاءاللہ آیندہ اس کا پورا پورا انتظام کیا جاویگا۔

اس مذکورہ بالا رقم میں بھاری بھاری رقمیں ڈاکٹر محمد اسمعیل خانصاحب ڈاکٹر رحمت علی صاحب سیٹھ احمدالدین صاحب اور محمد ابراہیم و محمد افضل ٹھیکیدار ان کی ہیں۔

جناب بابو نور احمد صاحب نے باوجود جمعداری کے عہدہ پر ہونیکے اور تنخواہ پانے کے اپنی تین سالہ ملازمت میں چار سو روپیہ روانہ کیا۔

اور ایک صاحب میاں مصاحب دین کمپوڈر نے جو کہ ابھی تک اگرچہ جماعت احمدیہ میں شامل نہیں ہوئے اور صرف حسن ظن رکھتے ہیں اور جو کہ اپنی تین سالہ ملازمت کا بقیہ اندوختہ لے کر ہندوستان رخصت پر اپنے گھر جانے والے تھے یکدفعہ صرف یہ خبر سنکر کہ حضرت مرزا صاحب کو خدمت دینی کے لئے روپیہ کی سخت ضرورت ہے بڑی عالی ہمتی اور دریا دلی سے اپنی رخصت کو منسوخ کرا دیا اور کل اندوختہ روپیہ دینی خدمت کے لئے چندہ میں دیدیا خدا تعالے ان کو اس نیک عمل کی جزائے خیر دیوے اور جلد تر اس پاک سلسلہ میں داخل کرے۔

نمبر ۱۲ - حضرت اقدس کے دو خادم افریقہ میں فوت ہوئے اور ایک سخت مخالف مکذب بھی فوت ہوا دونوں کے انجام کا مقابلہ کرنے سے اہل بصیرت کو ایک عجیب سبق حاصل ہوتا ہے۔

خدام میں سے ایک صاحب مولوی ضیاءالدین صاحب ساکن گجرات تھے جو کہ بزمرہ خلاصیان ملازم ہو کر آئے تھے اور کراچی سے بیعت کا خط لکھا تھا ملازمت سے شاید دوسرے سال کلینڈنی ہسپتال میں فوت ہوئے اور بہت عمدہ طور سے ان کی تجہیز و تکفین کی گئی نماز جنازہ پر ۳۰ سے زیادہ آدمی موجود تھے۔

دوسرے صاحب بابو محمد دین صاحب ولد پیر بخش ویٹرنری اسسٹنٹ محکمہ یوگنڈا ترنیبورسٹ ہیں جو حال ہی میں مورخہ ۲۷ اکتوبر سنہ ۱۹۰۰ء کو کلینڈنی ہسپتال میں فوت ہوئے ہم انکی مختصر سوانح اور حالات وفات بھی مضمون کے ساتھ الگ اختتام پر

درج کرتے ہیں اور اُن کی وصیت بھی شائع کرتے ہیں کہ وہ بہ درستی ہوش و حواس و ثبات عقل قبل از انتقال خود کر گئے۔

ان دونوں موتوں کے بالمقابل ایک سخت منکر مکذب کی بھی موت ہے جنکا نام عبد العزیز صاحب سگنیلر ہے یہ صاحب امرتسر میں کسی مُولوی صاحب کے صاحبزادہ ہیں جو کہ ماہ دسمبر ۱۹۰۴ء میں خودکشی کر کے مر گئے اور نماز جنازہ بھی نصیب نہ ہوئی خودکشی کی وجہ اُن کی قرضداری ہے باوجود معقول تنخواہ پانے کے بوجہ اسراف کے یہ بہت مقروض ہو گئے ہوئے تھے۔ فقط

خاکسار محمد فضل خادم حضرت مسیح موعود علیہ السلام از افریقہ نیروبی۔

تفصیل بیعت کنندگان جنہوں نے افریقہ میں حضرت اقدس سے بیعت کی

ڈاکٹر رحمت علی صاحب ضلع گجرات
ٹھیکیدار محمد ابراہیم صاحب ساکن پپرور
ٹیلر نند علی صاحب سوداگر ״
شیخ احمد دین صاحب جہلم
میاں جواہر صاحب زرگر ״
میاں اللہ دتا صاحب ״
محمد عالم صاحب کلرک سٹور ״
میاں بھولا صاحب
نبی بخش صاحب مستری سجادہ ״
غلام محمد صاحب ٹھیکیدار ״
حافظ محمد صاحب ״
محمد حفیظ صاحب ״
سید محمد صاحب کلرک سٹور۔
ڈاکٹر غلام غوث شاہ صاحب ویٹرنری اسسٹنٹ یوگنڈا ریلوے
بابو محمد عبد القادر صاحب سٹیشن ماسٹر

منشی امیر خانصاحب ہسپتال ریلوے
بابو محمد الدین صاحب مرحوم ویٹرنری اسسٹنٹ نیالنڈ جہیرہ
بابو مولا بخش صاحب ویٹرنری اسسٹنٹ ״
بابو سلطان علی صاحب کمپونڈر سر شاہ
بابو احمد دین صاحب کمپونڈر۔
خواجہ احمد صاحب داروغہ ضلع گجرات
غلام قادر صاحب ڈریسر گجرات
فتح الدین صاحب جمعدار ״
عظیم شاہ صاحب باورچی ہسپتال
منشی علی محمد صاحب۔
محمد اسمٰعیل صاحب ساکن کڑیانوالہ گجرات
برکت علی صاحب نوشاہی گجرات
دولت علی صاحب ״ ״
عبد اللہ صاحب کمپونڈر ״
بابو غلام نبی صاحب اورسیر ہیشیارپور
رحیم بخش صاحب مستری گجرات
عبد العزیز صاحب جمعدار ״
جان محمد صاحب ڈریسر ״
مولوی فضل الرحمٰن صاحب کمپونڈر۔
نادر خانصاحب ڈپٹی انسپکٹر۔
بابو علی ظفر صاحب کمپونڈر امرتسر
بابو مظہر علی صاحب کلرک امرتسر۔
بابو فیض علی صاحب کمپونڈر امرتسر
سید کرم حسین صاحب کلرک ساکن لاکھا بھونڈپورہ
علی احمد شاہ صاحب لاہور۔
غلام حیدر صاحب سوداگر ״
غلام علی صاحب گھڑی ساز ״
بابو الہداد خاں صاحب گارڈ ״
بابو محمد عالم صاحب سگنلر ״
مستری کریم بخش صاحب ٹھیکیدار ״
عالم شیر صاحب سپاہی گننفنٹ۔
عظیم خانصاحب دفتری یوگنڈا ریلوے دہلی۔
حسن دین صاحب فائرمین۔ لاہور

محمد افضل تحصیلدار۔ لاہور
محمد بخش صاحب ٹھیکیدار کڑیانوالہ
ڈاکٹر محمد اسمٰعیل خانصاحب۔ گوڑیانی
شیخ نور احمد صاحب ٹائم کیپر۔ حال۔ کلرک ہسپتال۔ جالندھر
شیخ حامد علی صاحب جمعدار قادیان
برادر شیخ ״ ״
حافظ محمد اسحاق صاحب اورسیر بھیرہ
قطب الدین صاحب مستری ״ ״
بابو نبی بخش صاحب کلرک اکونٹنٹ آفس
بابو عبد الرحمٰن صاحب کلرک لوکو آفس ״
چودھری محمد اسمٰعیل صاحب جمعدار جھانزادہ دسیالکوٹ۔
غلام محمد صاحب کمپونڈر۔ جالندھر

فہرست دیگر ممبران جماعت جو کہ ہندوستان میں بیعت کر کے افریقہ میں آ گئے۔

مختصر سوانح بابو عمر الدین صاحب مرحوم

معلوم ہو کہ بابو صاحب مرحوم سے ہماری ملاقات اپریل ۱۹۰۲ء میں ہوئی۔ جب کہ بابو صاحب علاقہ یوگنڈا پر ویٹرنری سے کسی سرکاری ڈیوٹی پر ممباسہ تشریف لائے ہوئے تھے اور اخویم جواہر زرگر کی دوکان پر حالت بخار میں بیٹھے تھے کہ بندہ ہسپتال کلنڈنی سے بازار میں آیا اور اسی دوکان پر بذریعہ السلام علیکم تعارف ہوا اثنائے گفتگو میں اخویم مرحوم کے ساتھ حضرت اقدس مرزا غلام احمد صاحب قادیانی کا ذکر چل پڑا جب ان کو اس بات کا علم ہوا کہ یہاں مرزا صاحب کے بہت سے خادم ہیں تو ان کو اس بات کا کمال اشتیاق ہوا کہ ڈاکٹر رحمت علی صاحب کے مکان پر ان تصانیف کا مجموعہ موجود ہے تو اسی حالت بخار میں کمبل اوڑھ کر اور کانپتے ہوئے افتاں و خیزاں ہسپتال پہنچے اور جسقدر تصانیف انکو مل سکیں اسی وقت لے آئے اور تمام رات انکو مطالعہ کرتے رہے اور

دوسرے دن ۱۲ بجے تک کل کتب
واپس کر دیں جس سے ثابت ہوا کہ اخویم
مرحوم کو تلاش حق کی کسقدر تڑپ تھی
اسی طرح ان سے چند یوم ملاقات
رہی اور آخر کار ایک دن اخویم مرحوم
نے حضرت مرزا صاحب کو بیعت
کا خط لکھکر دیگر خدام مرزا صاحب
کو اطلاع دی اور غسل وغیرہ کر کے
کپڑے بدل کر اسی دن نماز شروع
کی۔ تیسرے دن انھوں نے ایک
خط اپنے گھر لکھا جس میں اس اپنی بیعت
کی اطلاع دی اور اپنی اہلیہ کو بڑی
تاکید نماز کی لکھی اور ساتھ ہی یہ بھی
لکھا کہ اگر وہ پابندی نماز میں تساہل
برتے گی تو ہمارا اور اسکا تعلق ایک
دن ٹوٹ جاوے گا بیعت کے
چند یوم بعد انھوں نے ایک بڑا
مبشر خواب دیکھا جس میں حضرت
مرزا صاحب نے ان کو ایک جبہ
عطا کیا۔ افسوس ہے کہ اس خواب
کی زیادہ تفصیل یاد نہیں رہی۔ جتنی
دیر وہ مباسہ میں رہے ہمیشہ ہفتہ
وار جلسہ میں شامل ہوتے رہے
اور چندہ دیتے رہے۔ کچھ عرصہ
کے بعد وہ اپنی ملازمت پر چلے گئے
اور خطوط کے ذریعہ سے ان کے
حالات معلوم ہوتے رہے۔ پھر دوبارہ
کلنڈنی میں ہمارے اخویم مرحوم ۱۶ار
اکتوبر ۱۹۰۴ء کو وارد ہوئے اور
اخویم محمد ابراہیم صاحب ٹھیکیدار کے
مکان پر فروکش ہوئے جہاں اتفاق
سے بندہ بھی آیا ہوا تھا اُس وقت
بابو صاحب کا حلیہ بدلا ہوا تھا مونچھیں
کتری ہوئیں اور داڑھی بڑھی ہوئی
تھی تین چار دن کے بعد عصر کے بعد
بابو صاحب کو بخار سردی سے چڑھا
جو پھر نہ اترا۔ دوسرے دن بابو صاحب
نے اپنی حالت کا خود اندازہ کر کے
کہا کہ جلد تر ڈاکٹر انگریز کو بلاؤ چنانچہ
اُسی وقت ریلوے ہسپتال میں سے
ایک اسسٹنٹ سرجن صاحب کو
بلا لیا گیا۔ چونکہ بابو صاحب نے اپنے

کامل تجربہ سے معلوم کر لیا تھا کہ بخار
مہلک ہے اس لیے ڈاکٹر صاحب
کی تالیف قلوب کے واسطے اُسے
وعدہ فیس دے کہ وہ توجہ سے علاج
کرے۔ ڈاکٹر صاحب بہت تندہی
سے علاج کرتے رہے مگر دو دن تک
کوئی افاقہ نہ ہوا دوسرے دن بھی ڈاکٹر
صاحب کو فیس دے گئے اور
ایک رات نصف شب تک برابر بیٹھے
رہے مگر مرض کو افاقہ نہ ہوا اور بابو
صاحب بیہوش پڑے رہے۔ آخر
ان کی حالت نازک دیکھکر ناچار خاکسار
ڈپٹی انسپکٹر کی معرفت پولیس سپرنٹنڈنٹ
اور محکمہ ترنیورٹ میں اطلاع دی گئی جہاں
سے ریلوے ڈاکٹروں کو بہت تاکید
علاج معالجہ کے واسطے لکھی گئی اور
کہا گیا کہ ان کو خاص ہسپتال میں رکھو
ڈاکٹر صاحب فوراً آگئے اُسی رات بابو
صاحب کو ہسپتال میں لے گئے اور
ایک الگ کمرہ میں رکھا دو تین آدمی
خدمت کے واسطے چھوڑے۔ موت
سے ایک دو یوم پیشتر مرض کو افاقہ
معلوم ہوا اور سب کو خوشی ہوئی۔
مورخہ ۲۷ار اکتوبر کو اخویم مرحوم نے
ایک شخص ملا محمد دین ڈریسر کو جو کہ انکی
خدمت کے واسطے متعینات تھے
محمد ابراہیم صاحب کے پاس روانہ کیا کہ
ان کو بلا لاؤ محمد دین ڈریسر بازار میں آکر
ہم سب کو بلا کر لے گئے آگے جا کر
دیکھا تو اخویم مرحوم نے ایک شخص کو اپنی
پائینتی بٹھایا ہوا تھا اور سورہ یٰسین سُن
رہے تھے جب ہم سب پہونچے تو
السلام علیکم کے بعد بابو عمرالدین
نے کہا کہ میرا وقت آخری ہے تمکو بلایا
ہے وصیت نامہ لکھلو۔ ہم سب نے
تسلی دی مگر انھوں نے کہا کہ نہیں مجھکو
اپنی زندگی کی امید نہیں ہے میرے
پاؤں سوج گئے ہیں زبان سیاہ ہو گئی
ہے چہرہ پر بھی ورم ہے میں نے ابھی
آئینہ سے اپنی زبان کو دیکھا ہے تم
بہر حال وصیت لکھلو کہ آئندہ کام آوے
محفوظ، تقدم کے لحاظ سے ہم سب

وصیت لکھنے بیٹھ گئے اُسوقت ذیل
کے اشخاص موجود تھے۔ نادر خان
صاحب ڈپٹی انسپکٹر پولیس۔ بابو
رستم علی صاحب راشن سٹور کلرک
محمد ابراہیم صاحب ٹھیکیدار یوگنڈا
ریلوے محمد افضل ٹھیکیدار یوگنڈا
ریلوے محمد دین ڈریسر ہسپتال
ایک اور ملازم ہسپتال سب نے
محمد افضل صاحب کو کہا کہ آپ لکھتے جاویں
انھوں نے وصیت لکھنی شروع کی
جس کی نقل اس مضمون کے ساتھ اشاعت
کی جاتی ہے لڑکی اور ہمشیرہ کے الفاظ
پر مرحوم کی آنکھوں میں آنسو ڈبڈبا
آئے مگر عجیب ضبط کا آدمی تھا پھر
اپنی آواز کو ٹھہرایا اور بہت صفائی
سے وصیت لکھوائی۔ جب انھوں
نے پانسو روپیہ اشاعت اسلام
کے لئے لکھوایا تو محمد ابراہیم صاحب
نے دریافت کیا کہ پنجاب میں مختلف
انجمن اشاعت اسلام کی ہیں کہاں
روپیہ صرف ہو تب مرحوم نے کہا
کہ حضرت میرزا **غلام احمد صاحب**
کی طرف سے اشاعت اسلام میں
صرف ہو۔ اور لڑکی وغیرہ کا جب
ذکر آیا تو محمد ابراہیم نے کہا کہ والدہ
وغیرہ دیگر اقارب کا بھی حق ہے
تو مرحوم نے جواب دیا کہ زوجہ کے
لئے زیور کافی ہے اور والدہ
اور والد کے پاس کافی جائداد اور
سرمایہ ہے مگر لوگ لڑکیوں کے
حقوق کی نگہداشت نہیں کرتے
اس لئے میں لڑکی کو سب دینا چاہتا
ہوں ابھی وہ بہت چھوٹی ہے
اس کے بعد کل وصیت تیار ہوئی اور اسکو
دوبارہ سُنا کر عمرالدین صاحب کے
دستخط ثبت کر دیئے گئے۔ اور
انھوں نے محمد بخش صاحب پر اپنا اعتبار
بہت ظاہر کیا کہ وہ ہر ایک معاملہ کو
دیانتداری سے سرانجام دینگے
بعد ازاں انھوں نے بہت اصرار کیا
کہ مجھے بازار میں لے چلو یہاں میری
طبیعت بہت گھبراتی ہے مگر ہم سب

اس لئے انکو باز ار میں نہ لائے کیونکہ بغیر اجازت ڈاکٹر یہ امر مناسب خیال نہ کیا گیا۔ اور انکو تسلی اور تشفی دیکر آگئے۔ یہ سب کارروائی ۲ بجے بوقت نماز ظہر کے ہوئی بوقت ۵ بجے نماز عصر ملاں محمد دین ڈریسر باز ار میں آئے اور سب کو اطلاع دی کہ بابو عمر الدین نے ابھی کچھ عرصہ ہوا کہ جان دی ہے اور انکی وفات کی کیفیت یہ ہے۔

موت سے نصف گھنٹہ پیشتر کلمہ شریف پڑھنا شروع کیا اور پاس بیٹھ کر سورہ یٰسین پڑھوائی ڈاکٹر نے کہا کہ کیا حال ہے جواب دیا کہ اب تو جان نکل رہی ہے۔ صاحب نے کہا کہ شاسپین لاؤ اور وہ شاسپین جب اُن کے سامنے کی گئی تو جواب دیا کہ یہ ناپاک چیز مجھکو نہیں چاہیئے مجھے لا الٰہ الا اللہ محمد رسول اللہ کافی ہے تین دفعہ صاحب نے اصرار کیا اُس نے یہی جواب دیا پھر بولا میرے پاؤں کو سیدھا کرو جب سیدھا کیا تو پھر کلمہ پڑھنا شروع کیا۔ بعد ازاں ناطقہ کی گھنٹی بند کی اور جان دیدی۔

انا للہ وانا الیہ راجعون

سب برادران طریقت اُسی وقت اُٹھ اور تجہیز و تکفین میں مشغول ہوگئے جسم مرحوم کا آخر وقت وفات تک ٹسل ریشم کے بھاکپڑے وغیرہ اتارنے میں کوئی پارچہ چاک نہیں کرنا پڑا۔ قریباً سات بجے شب کو قبرستان میں لے گئے قبر نامکمل تھی اس لئے کہ خوانی بڑی کثرت سے بلند آواز جنازہ پر ہو گئی ہی قریباً ۳۰ مردمان کے موجود تھے نماز جنازہ بہت عمدہ طریق پر ہوئی ۸ بجے کے قریب دفن کرکے سب واپس آگئے مرحوم کی یہ بھی وصیت تھی کہ مجھے عمدہ قبرستان میں دفن کیا جاوے اور پختہ قبر بنواکر اسپر نام کندہ کروا دینا کہ کوئی رشتہ دار کبھی ادھر گذرے تو دعائے خیر سے یاد کرے اس کے بعد محمد ابراہیم صاحب نے صدقہ خیرات وغیرہ اُن کے روپیہ سے حسب اُنکی وصیت کے کیا مگر ابھی قبر پختہ اور نام کندہ نہیں ہوا وہ کہتے ہیں کہ چند دن میں کرا دیا جائے گا۔

خاکسار محمد افضل از نیروبی
مشرقی افریقہ ۲۰ فروری ۱۹۰۱ء

نقل وصیت نامہ بابو عمر الدین مرحوم

وصیت نامہ منجانب بابو عمر الدین ولد پیر بخش ڈسپنسری اسسٹنٹ ساکن محلہ عالی شہر جالندھر پنجاب حال وارد افریقہ ہسپتال کلنیڈنی

(۱) یہ کہ میری کل جائیداد سے جو کہ میری پیدا کردہ ہے اُنہیں سے مبلغ پانچ صد روپیہ مرزا غلام احمد صاحب رئیس قادیان کی طرف سے اشاعت میں صرف کیا جاوے اور مبلغ ایک صد روپیہ میری ہمشیرہ وں کو تقسیم کیا جاوے۔ (۲) اور بقایا جائیداد اور روپیہ جسقدر ہے وہ میری لڑکی بنام عزیز بی بی جس کی نسبت بھائی محمد بخش کے لڑکے سے ہو چکی ہے اسکے نام کر دیجاوے (۳) جسقدر زیور میری زوجہ کے پاس ہے وہ اُسکا مال ہے کیونکہ اُس میں تصرف کرنیکا استحقاق نہیں ہے (۴) جسقدر روپیہ یا سامان میرا یہاں ہے۔ وہ محمد بخش صاحب کے نام پنجاب روانہ کیا جاوے جسکی تفصیل ہے

نقد محمد ابراہیم ٹھیکیدار کے پاس ۔۔۔ جس سے انہوں نے بیماری پر صرف کیا ہے وہ منہا کرکے باقی روپیہ۔

ایک ہنڈوی علی دین ولسرام جو کہ چھپرہ چک میں ہے تعدادی ۔۔۔ اگر اس نے یکصد روپیہ پھر ادا کر دیا ہو تو بقایا قابل وصول ۔۔۔ تمام۔

ایک چک بنام ہینک کمپنی تعدادی ۔۔۔ جو کہ کمپنی نے ادا کرنے سے انکار کیا ہے بکا روپیہ نور بخش صاحب ڈسپنسری اسسٹنٹ یہ چک دیکر وصول کرتا ہے۔

یوگنڈا ریلوے گورنمنٹ کیطرف جسقدر میرا روپیہ ملازمت نکلتا ہے وہ کل۔

(۵) مذکورہ بالا جسقدر میرا روپیہ ہے اُنہیں سے ذیل کی ادائیگی کر کے بعد وہ روپیہ پنجاب روانہ کیا جاوے بابو محمد بخش صاحب کلرک ڈسٹرکٹ کورٹ جالندھر شہر کے نام یہ کہ مولوی قمر الدین ملازم ہسپتال حق الخدمت ۔۔۔ مسمی بابو رحمت اللہ ڈسپنسری اسسٹنٹ کو ادا کرنا جو کہ اُس نے واسطے دینے انکے دئے تھے۔ مادہ اخراجات تجہیز و تکفین عمدہ طور پر جسقدر معہ خیرات ایک گھڑی رسٹر واچ جو کہ وقت واپسی گم ہو گئی اسکی قیمت بابو رحمت اللہ صاحب ادا کر دیں گے (۶) جسقدر روپیہ میں نے لوگوں سے وصول کرنا ہے لیکن بعض کی رسیدیں میرے پاس نہیں وہ کل جمع وصولیت میری لڑکی عزیز بی بی کا حق ہے (۷) جو حساب کتاب میرا یوگنڈا ٹریژری کے ساتھ ہے اُسکے وصول کرنے اور تصفیہ کرنے کے لئے میں بابو رحمت اللہ صاحب کو مقرر کرتا ہوں جو کہ بعد تصفیہ کل روپیہ میرے مکرم بھائی محمد بخش صاحب کے پاس بطور امانت بھیجدیں اور حسب وصیت چنا خرچ کریں اور علی دین ولسرام چھپنی سے جو روپیہ ہنڈوی وغیرہ وصول کرنا ہے اور یہاں افریقہ میں جس کسی سے لینا ہے اُس کے وصول کرنیکے لئے بابو رحمت اللہ صاحب مختار ہیں اور اگر میرا کوئی اور قرضہ میرے نام نکلے جسکی مجھکو اسوقت یاد نہیں تو بعد کامل تحقیق کے بابو رحمت اللہ صاحب اُسے ادا کر سکتے ہیں (۸) اگر میں بعد وصیت کے بعد فوت افریقہ میں ہوں تو میری تجہیز و تکفین وغیرہ کے مہتمم محمد ابراہیم صاحب ٹھیکیدار بشمولیت دیگر برادران جماعت مرزا صاحب ہیں وہ ادا کریں گے اور نیز ایک خط بخدمت حضرت مرزا صاحب برائے دعائے مغفرت دعا بجنازہ قادیان روانہ کیا جاوے اور جو یکصد روپیہ میں نے تجہیز و تکفین کیلئے مقرر کیا ہے وہ محمد ابراہیم ہی صرف کریں (نوٹ) بھائی محمد بخش صاحب کو تاکید ہے کہ وہ حسب وصیت نامہ ہر ایک وصیت پر خدا کو حاضر ناظر جانکر عمل کریں۔ دستخط ۔۔۔

یہ وصیت نامہ ہم لوگوں کے روبرو بدرستی ہوش و حواس بابو عمر الدین صاحب نے تحریر کرا کر ہمارے سامنے دستخط کئے۔ فقط اور تاکید کیجاتی ہے کہ وصیت نامہ بابو رحمت اللہ صاحب کو جب وہ آویں تو دیدیا جاوے وہ پھر روانہ کر دیں فقط

گواہ شد محمد رستم علی کمسریٹ کلرک جالندھری

کوئی بھی اثر نہیں پایا جاتا۔

کہتے ہو مسیح خدا نہیں مگر مانتے ہو کہ وہ آجتک زندہ ہے اور زمانہ کے اثر سے محفوظ اور لاتبدیل غیر متغیر ہے۔

کہتے ہو مسیح خالق نہیں مگر مانتے ہو کہ اس نے بھی کچھ چڑیاں بنائی تہیں جو ان چڑیوں میں مل گئی ہیں۔

کہتے ہو مسیح عالم الغیب نہیں مگر یہ مانتے ہو کہ وہ تمہارے کہانے پینے کی چیزوں اور تمہارے گہروں کے ذخیروں کی اطلاع دیدیتا تہا۔ کیسی شرم کی بات ہے کہ مسلمان کہلا کر ایک خدا کو تمام صفات کاملہ سے موصوف مان کر پہر اسکی صفات ایک عاجز انسان کو دو۔ کچھہ تو خدا کا خوف بہی کرو۔ یہی باتیں ہیں جنہوں نے نصاریٰ کی قوم کو جرأت دلادی ہے اور تمہاری قوم کا ایک بڑا حصہ گمراہ کر ڈالا۔

تمہیں کب خبر ہوگی جب سارا گہر لٹ چکے گا۔ تم میرے ساتہہ دشمنی نہیں کرتے اپنی جانوں پر ظلم کرتے ہو۔ میں نے کونسی انوکہی بات کہی تہی میں تم سے کیا کچھہ مانگتا ہوں پہر یہ عداوت کی کیا وجہ کیا اس لئے کہ میں کہتا ہوں کہ ایک ہی کامل الصفات ذات ہے جو عبادت کے قابل ہے اس کے صفات کسی انسان کو نہ دو؟ کیا اس لئے کہ میں یہ کہتا ہوں کہ دنیا میں ایک ہی کامل انسان گذرا ہے جس کا نام محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ہے؟ کیا اس لئے کہ میں کہتا ہوں کہ مسیح کے درجات کو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے درجات کو ہرگز نہ بڑہاؤ۔ اس لئے کہ وہ ان صفات سے ہرگز موصوف نہیں جن سے موصوف تم مانتے ہو خدا کے لئے سوچو! یہ یاد رکہو کہ آخر مرنا ہے اور خدا کے حضور جانا ہے۔

غرض بات یہ تہی کہ قرآن شریف میں ترتیب کو مدنظر رکہنا ضروری ہے اور یہ آیتیں جو میں نے پڑہی تہیں انہیں ترتیب کو ملحوظ رکہا گیا ہے یومنون بالغیب ویقیمون الصلوٰۃ ومما رزقناھم ینفقون۔

یاد رکہو اتقا تین قسم کا ہوتا ہے پہلی قسم اتقا کی علمی رنگ رکہتی ہے یہ حالت ایمان کی صورت میں ہوتی ہے۔ دوسری قسم عملی رنگ رکہتی ہے جیسا کہ یقیمون الصلوٰۃ میں فرمایا ہے۔ انسان کی وہ نمازیں جو شبہات اور وساوس میں مبتلا ہیں کہڑی نہیں ہوتی ہیں اللہ تعالیٰ نے یقرؤن نہیں فرمایا بلکہ یقیمون فرمایا یعنے جو حق ہے اس کے ادا کرنے کا۔ سنو! ہر ایک چیز کی ایک علت غائی ہوتی ہے اگر اس سے رہ جاوے تو وہ بے فایدہ ہوجاتی ہے مثلاً ایک بیل جو قلبہ رانی کے واسطے خرید اگیا ہے اپنے منصب پر اس وقت قائم سمجہا جاویگا کہ وہ کر کے دکہا دے نہ صرف یہ کہ اسکی غرض وغایت کہانے پینے ہی تک محدود رہے۔ وہ اپنی علت غائی سے دور ہے اور اس قابل ہے کہ اسکو ذبح کیا جاوے۔ اسی طرح یقیمون الصلوٰۃ سے لوازم الصلوٰۃ معراج ہے اور یہ وہ حالت ہوتی ہے کہ اللہ تعالیٰ سے تعلق شروع ہوتا ہے مکاشفات اور رویا صالحہ آتے ہیں لوگوں سے انقطاع ہوجاتا ہے اور خدا کی طرف ایک تعلق پیدا ہونے لگتا ہے یہانتک کہ بتبتل تام ہو کر خدا میں جا ملتا ہے۔

صلی جلنے کو کہتے ہیں جیسے کباب کو بہونا جاتا ہے اسی طرح نماز میں سوزش لازمی ہے جب تک دل بریاں نہو نماز میں لذت اور سرور پیدا نہیں ہوتا اور اصل تو یہ ہے کہ نماز ہی اپنے سچے معنوں میں اس وقت ہوتی ہے نماز میں یہ شرط ہے کہ وہ بجمیع شرایط ادا ہو جب تک وہ ادا نہو وہ نماز نہیں ہے اور نہ وہ کیفیت جو صلوٰۃ میں میں نماکی ہے حاصل ہوتی ہے۔

یاد رکہو صلوٰۃ میں حال اور قال دونوں کا جمع ہونا ضروری ہے۔ بعض وقت اعلام تصویری ہوتا ہے ایسی تصویر دکہائی جاتی ہے جس سے دیکہنے والے کو پتہ ملتا ہے کہ اس کا منشاء یہ ہے۔ ایسا ہی صلوٰۃ میں منشاء الٰہی کی تصویر ہے۔ نماز میں جیسے زبان سے کچھہ پڑہا جاتا ہے ویسے ہی اعضاء اور جوارح کی حرکات سے کچھہ دکہایا بہی جاتا ہے جب انسان کہڑا ہوتا ہے اور تحمید وتسبیح کرتا ہے اُسکا نام قیام رکہا ہے اب ہر ایک شخص جانتا ہے کہ حمد وثنا کے مناسب حال قیام ہی ہے۔ بادشاہوں کے سامنے جب قصاید سنانے جاتے ہیں تو آخر کہڑے ہو کر ہی پیش کرتے ہیں۔ ادہر تو ظاہری طور پر قیام رکہا ہی ہے اور زبان سے حمد وثنا بہی رکہی ہے۔ مطلب اسکا یہی ہے کہ روحانی طور پر بہی اللہ تعالیٰ کے حضور کہڑا ہو۔ حمد ایک بات پر قایم ہو کر کی جاتی ہے جو شخص مصدق ہو کر کسی کی تعریف کرتا ہے تو وہ ایک راے پر قایم ہوجاتا ہے اس الحمد للہ کہنے والے کے واسطے یہ ضروری ہوا کہ وہ سچے طور پر الحمد للہ اسی وقت کہہ سکتا ہے کہ پورے طور پر اس کو یقین ہوجاوے کہ جمیع اقسام محامد کے اللہ تعالیٰ ہی کے لئے ہیں۔ جب یہ بات دل میں انشراح کے ساتہہ پیدا ہوگئی تو یہ روحانی قیام ہے کیونکہ دل اسپر قایم ہوجاتا ہے۔ اور وہ سمجہا جاتا ہے کہ کہڑا ہے۔ حال کے موافق کہڑا ہو گیا تاکہ روحانی قیام نصیب ہو۔

پہر رکوع میں سبحان ربی العظیم کہتا ہے قاعدہ کی بات ہے کہ جب کسی کی عظمت مان لیتے ہیں تو اس کے حضور جہکتے ہیں عظمت کا

تقاضا ہے کہ اس کے لئے رکوع کرے پس سبحان ربی العظیم زبان سے کہا اور حال سے جھکنا دکھایا۔

یہ اس قول کے ساتھ حال دکھایا پھر تیسرا قول ہے سبحان ربی الاعلیٰ اعلیٰ افعل التفضیل ہے یہ بالذات سجدہ کو چاہتا ہے۔ اس لئے اس کے ساتھ حالی تصویر سجدہ میں گرے گا۔ اور اس اقرار کے مناسب حال ہیئت فی الفور اختیار کر لی۔

اس قال کے ساتھ تین حال جسمانی ہیں ایک تصویر اسکے آگے پیش کی ہے ہر ایک قسم کا قیام بھی کرتا ہے زبان جو جسم کا ٹکڑا ہے اس نے بھی کہا اور وہ شامل ہو گئی۔

تیسری چیز اور ہے وہ اگر شامل نہو تو نماز نہیں ہوتی وہ کیا ہے؟ وہ قلب ہے اس کے لئے ضروری ہے کہ قلب کا قیام ہو اور اللہ تعالیٰ اسپر نظر کرکے دیکھے کہ درحقیقت وہ حمد بھی کرتا ہے اور کھڑا بھی ہے۔ اور روح بھی کھڑا ہوا حمد کرتا ہے جسم ہی نہیں بلکہ روح بھی کھڑا ہے اور جب سبحان ربی العظیم کہتا ہے تو دیکھے کہ اتنا ہی نہیں کہ صرف عظمت کا اقرار ہی کیا ہے نہیں بلکہ ساتھ ہی جھکا بھی ہے اور اس کے ساتھ ہی روح بھی جھک گیا ہے پھر تیسری نظر میں خدا کے حضور سجدہ میں گرا ہے اسکی علو شان کو ملاحظہ میں لاکر اس کے ساتھ ہی دیکھے کہ روح بھی الوہیت کے آستانہ پر گرا ہوا ہے۔ غرض یہ حالت جب تک پیدا نہو لے اس وقت تک مطمئن نہو کیونکہ یقیمون الصلوٰۃ کے یہی معنے ہیں اگر یہ سوال ہو کہ یہ حالت پیدا کیونکر ہو؟ تو اس کا جواب اتنا ہی ہے کہ نماز پر مداومت کی جاوے اور وساوس اور شبہات سے پریشان نہو ابتدائی حالت میں شکوک و شبہات سے ایک جنگ ضرور ہوتی ہے اسکا علاج یہی ہے کہ نہ تھکنے والے استقلال اور صبر کے ساتھ لگا رہے۔ اور خدا تعالیٰ سے دعائیں مانگتا رہے آخر وہ حالت پیدا ہو جاتی ہے جسکا میں نے ابھی ذکر کیا ہے۔

یہ تقویٰ عملی کا ایک جزو ہے اور دوسری جزو اسکی مما رزقناھم ینفقون ہے جو کچھ دے رکھا ہے اس میں سے خرچ کرتے ہیں عام لوگ رزق سے مراد اشیاء خوردنی لیتے ہیں یہ غلط ہے جو کچھ قویٰ کو دیا جاوے وہ بھی رزق ہے علوم و فنون وغیرہ معارف حقائق عطا ہوتے ہیں یا جسمانی طور پر معاش مال میں فراخی ہو۔

رزق میں حکومت بھی شامل ہے اور اخلاق فاضلہ بھی رزق ہی میں داخل ہیں یہاں اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ جو کچھ ہم نے دیا ہے اس میں سے خرچ کرتے ہیں یعنے روٹی میں سے روٹی دیتے ہیں علم میں سے علم اور اخلاق میں سے اخلاق۔ علم کا دینا تو ظاہر ہی ہے یہ یاد رکھو کہ وہی بخیل نہیں ہو جو اپنے مال میں سے کسی مستحق کو کچھ دیتا بلکہ وہ بھی بخیل ہے جسکو اللہ تعالیٰ نے علم دیا ہو اور وہ دوسروں کو سکھانے میں مضایقہ کرے۔ محض اس خیال سے اپنے علوم و فنون سے کسی کو واقف نکرتا کہ اگر وہ سیکھ جاوے گا تو ہماری بے قدری ہو جاویگی یا آمدنی میں فرق آجائے گا شرک ہے کیونکہ اس صورت میں وہ اس علم یا فن کو ہی اپنا رازق اور خدا سمجھتا ہے۔ اسی طرح پر جو اپنے اخلاق سے کام نہیں لیتا وہ بھی بخیل ہے اخلاق کا دینا یہی ہوتا ہے کہ جو اخلاق فاضلہ اللہ تعالیٰ نے محض اپنے فضل سے دے رکھے ہیں اس کی مخلوق سے ان اخلاق سے پیش آوے۔ وہ لوگ اس کے نمونہ کو دیکھ کر خود بھی اخلاق پیدا کرنے کی کوشش کریں گے۔ اخلاق سے اس قدر ہی مراد نہیں ہے کہ زبان کی نرمی اور الفاظ کی نرمی سے کام لے۔ نہیں بلکہ شجاعت۔ مروت۔ عفت جسقدر قوتیں انسان کو دی گئی ہیں دراصل سب اخلاقی قوتیں ہیں انکا برمحل استعمال کرنا ہی انکو اخلاقی حالت میں لے آتا ہے ایک موقع مناسب پر غضب کا استعمال بھی اخلاقی رنگ حاصل کر لیتا ہے۔ یہ نہیں کہ انجیل کی تعلیم کی طرح ایک ہی پہلو اپنے اندر رکھتی ہے کہ ایک گال پر طمانچہ کھا کر دوسری پھیر دو۔ یہ اخلاق نہیں ہے اور نہ یہ تعلیم حکمت کے اصول پر مبنی ہو سکتی۔ اگر ایسا ہو تو تمام فوجوں کا موقوف کر دینا اور ہر قسم کے آلات حرب کو توڑ دینا لازم آئے گا اور مسیحی دنیا کو بطور ایک خادم کے رہنا پڑے گا۔ کیونکہ اگر کوئی کرتہ مانگے تو چغہ بھی دینا پڑیگا ایک کوس بیگار لے جانا چاہے تو دو کوس جانے کا حکم ہے۔ پھر عیسائی لوگوں کو کس قدر مشکلات پیش آئیں اگر اس تعلیم پر عمل کریں نہ انکے پاس ضروریات زندگی بسر کرنے کو کچھ رہے اور نہ کوئی آرام کی صورت کیونکہ جو کچھ انکے پاس ہو کوئی مانگ لے تو پھر ان کے پاس خاک رہ جاوے۔ اگر محنت مزدوری سے کمانا چاہیں تو کوئی بیگار میں لگا دے غرض اس تعلیم پر زور تو بہت دیا گیا ہے اور پادریوں کو دیکھا ہے کہ وہ بازاروں میں اس تعلیم کی بڑے شد و مد سے تعریف کرکے وعظ کرتے ہیں لیکن جب عمل پوچھو تو کچھ نہیں ہے گویا بگفتن ہی سب کچھ ہے کرنے کے واسطے کچھ نہیں۔ اس لئے اسکا نام اخلاق نہیں ہے۔ اخلاق یہ ہے کہ تمام قویٰ کو جو اللہ تعالیٰ نے دیئے ہیں۔ برمحل استعمال کیا وے۔ مثلاً عقل دی گئی ہے اور کوئی دوسرا شخص جسکو کسی امر میں واقفیت نہیں اس کے مشورہ کا محتاج ہے اور یہ

اسکی نسبت پوری واقفیت رکھتا ہے تو اخلاق کا تقاضا یہ ہونا چاہیئے کہ اپنی عقل سلیم سے اسکو پوری مدد دے اور اسکو سچا مشورہ دے۔ لوگ ان باتوں کو معمولی نظر سے دیکھتے ہیں اور کہدیتے ہیں کہ ہمارا کیا بگڑتا ہے اسکو خراب ہونے دو۔ یہہ شیطانی فعل ہے۔ انسانیت سے بعید ہے کہ وہ کسی دوسرے کو بگڑتا دیکھے اور اسکی مدد کے لئے طیار نہو۔ نہیں بلکہ چاہیئے کہ نہایت توجہ اور دلدہی سے اس کی بات سنے اور اپنی عقل و سمجھہ سے اسکو ضروری مدد دے۔

لیکن اگر کوئی یہاں یہ اعتراض کرے کہ مما رزقناھم کیوں فرمایا مما کے لفظ سے بخل کی بو آتی ہے۔ چاہیئے تہا کہ

ہرچہ داری خرچ کن در راہ او۔

اصل بات یہ ہے کہ اس سے بخل ثابت نہیں ہوتا۔ قرآن شریف خدائے حکیم کا کلام ہے۔ حکمت کے معنے ہیں شئے را بر محل داشتن پس مما رزقناھم میں اسی امر کی طرف اشارہ کیا ہے کہ محل اور موقع کو دیکھہ کر خرچ کرو۔ جہاں تہوڑا خرچ کرنے کی ضرورت ہے وہاں تہوڑا خرچ کرو اور جہاں بہت خرچ کرنے کی ضرورت ہے وہاں بہت خرچ کرو۔

اب مثلاً عفو ہی ایک اخلاقی قوت ہے اس کے لئے یہ دیکھنا ضروری ہے کہ آیا عفو کے لایق ہے یا نہیں مجرم دو قسم کے ہوتے ہیں بعض تو اس قسم کے ہوتے ہیں کہ ان سے کوئی حرکت ایسی سرزد ہو جاتی ہے جو غصہ تو لاتی ہے لیکن وہ معافی کے قابل ہوتے ہیں اور ایسے ہوتے ہیں کہ اگر انکی کسی شرارت پر چشم پوشی کیجاوے اور انکو معاف کر دیا جاوے تو وہ زیادہ دلیر ہو کر مزید نقصان کا باعث بنتا ہے مثلاً ایک خدمتگار ہے جو بڑا نیک اور فرمانبردار ہے وہ چار لایا اتفاق سے اسکو ٹھوکر لگی۔ اور چار کی پیالی گر کر ٹوٹ گئی اور چار بہی مالک پر گر گئی اگر اسکو مارنے کے لئے اٹہہ کہڑا ہو اور تیز و تند ہو کر اس پر جا پڑے تو یہ سفاہت ہو گی۔ یہ عفو کا مقام ہے کیونکہ اس نے عمداً شرارت نہیں کی ہے۔ اور عفو اسکو زیادہ شرمندہ کرنا اور آئیندہ کے لئے محتاط بناتا ہے لیکن اگر کوئی ایسا شریر ہے کہ وہ ہر روز توڑتا ہے اور یوں نقصان پہونچاتا ہے اس پر رحم یہی ہو گا کہ اس کو سزا دیجاوے۔ پس یہی حکمت ہے مما رزقناھم ینفقون میں۔ ہر ایک مومن اپنے نفس کا مجتہد ہوتا ہے وہ محل اور موقع کی شناخت کرے اور جسقدر مناسب ہو خرچ کرے میں ابہی بتا چکا ہوں کہ قرآن شریف کی تعلیم حکیمانہ نظام اپنے اندر رکہتی ہے اس کے بالمقابل انجیل کی تعلیم کو دیکہو کہ ایک گال پر طمانچہ کہا کر دوسری پہیر دے وغیرہ وغیرہ کیسی قابل اعتراض ہے کہ اسکی پابندی ہو ہی نہیں سکتی اور اس کی تمدنی صورت ممکن ہی نہیں ہے۔ یہاں تک کہ بڑے سے بڑا نرم خو اور تقدس مآب پادری بہی اس تعلیم پر عمل نہیں کر سکتا اگر کوئی انجیل کی اس تعلیم کا عملی ثبوت لینے کے لئے کسی پادری صاحب کے منہ پر طمانچہ مارے تو وہ بجائے اس کے کہ دوسری گال پہیرے پولیس کے پاس دوڑا جاوے گا اور اس کو حکام کے سپرد کرا دے گا۔

اس سے صاف معلوم ہوتا ہے کہ انجیل معطل پڑی ہے اور قرآن شریف پر عمل ہو رہا ہے۔ ایک مفلس اور نادار بوڑہیا ہی جسکے پاس ایک جو کی روٹی کا ٹکڑا ہے اس ٹکڑے میں سے ایک حصہ دیکر مما رزقناھم میں داخل ہو سکتی ہے لیکن انجیل کے طمانچہ کہا کر گال پہیرنے کی تعلیم میں مقدس سے مقدس پادری بہی شامل نہیں ہو سکتا۔

ببیں تفاوت رہ از کجاست تا بکجا

انجیل تو اس پہلو میں یہاں تک گری ہوئی ثابت ہوتی ہے کہ اور تو اور خود حضرت مسیح بہی اس پر پورا عمل نہ دکہا سکے اور وہ تعلیم جو خود پیش کی تہی عملی پہلو میں انہوں نے ثابت کر دیا کہ وہ کہنے ہی کے لئے ہے۔ ورنہ چاہیئے تہا کہ اس سے پیشتر کہ وہ گرفتار ہوتے خود اپنے آپ کو دشمنوں کے حوالے کر دیتے۔ اور دعائیں مانگنے اور اضطراب ظاہر کرنے کی ضرورت ہی کیا تہی اس سے نہ صرف یہ ثابت ہوتا کہ وہ جو کچھہ کہتے ہیں کر کے بہی دکہاتے ہیں بلکہ یہ بہی ثابت ہو جاتا کہ وہ کفارہ ہی کے لئے آئے ہیں کیونکہ اگر ان کی زندگی کا یہی کام تہا کہ وہ خود کشی کے طریق سے دنیا کو نجات دیں اور بقول عیسائیوں کے خدا بجز اس صورت کے نجات دے ہی نہیں سکتا تہا۔ تو انکو چاہیئے تہا کہ جس کام کے لئے وہ بہیجے گئے تہے وہ تو یہی تہا پہر وعظ اور تبلیغ کی ضرورت ہی کیا تہی کیوں نہ آتے ہی یہ کہدیا کہ مجہے پکڑو اور پہانسی دیدو تا کہ دنیا کی رستگاری ہو۔

(باقی آئیندہ انشاء اللہ تعالےٰ)

ایک حق جو اور حضرت اقدس

(علیہ الصلوٰۃ والسلام)

(سلسلے کے لئے دیکھو نمبر ۱۲ جلد ۵)

آپ خدا جوئی کے طالب ہیں
اس کے لئے عمدہ طریق یہی ہے
کہ آپ پہلے تصحیح عقاید کریں جس
سے آپ کو یہ معلوم ہوگا کہ وہ خدا
جسکی تلاش اور جستجو آپ کو ہے
وہ کیا چیز؟ اس سے آپ کی
محبت کو ترقی ملے گی اور معرفت
ایک جو قوت "جذب محبت" کی ہے
وہ اللہ تعالیٰ کے ساتھ ایک
محبت پیدا کرنے کا موجب ہوگی
بدوں اس کے محبت کا دعوےٰ
سیر و ہیل کی طرح ہے جو چند
روز کے بعد زایل ہو جاتا ہے۔
یہ آپ یاد رکھیں اور ہمارا
مذہب یہی ہے کہ کسی شخص پر خدا
کا نور نہیں چمک سکتا جب تک
آسمان سے وہ نور نازل نہو۔ یہ
ایک بات ہے کہ فضل آسمان
سے آتا ہے جب تک خود خدا اپنی
ہستی اپنے طلبگار پر ظاہر نکرے
اسکی رفتار ایک کیڑی کی مانند ہوتی
ہے اور ہونی چاہیئے کیونکہ وہ قسم قسم
کی ظلمتوں اور تاریکیوں اور [illegible]
مشکلات میں پھنسا ہوا ہوتا ہے
لیکن جب اسکی روشنی اس پر چمکتی ہے
تو اسکے دل و دماغ روشن ہو جاتا ہے
اور وہ نور سے معمور کر برق کی رفتار
سے خدا کی طرف چلتا ہے۔
حق جو۔ حضور میں مذہب کا
پابند نہیں ہوں۔
حضرت اقدس۔ اگر کوئی اپنی
عقل یہ فیصلہ کرسکے آوے کہ مجھے کچھ ماننا
نہیں تو اسکو ہم کچھ نہیں کہہ سکتے
نہیں ہی کیا لیکن اگر کوئی عقل
رکھتا ہے تو اضطراراً اسکو ایک راہ
پیدا کرنی پڑتی ہے۔ مذہب کیا ہے؟
وہی راہ ہے جسکو وہ اپنے لئے اختیار
کرتا ہے مذہب تو ہر شخص کو رکھنا
پڑتا ہے لا مذہب انسان جو خدا کو نہیں
مانتا اسکو بھی ایک راہ اختیار کرنی لازمی
ہے اور وہی مذہب ہے مگر ہاں امر غور
طلب یہ ہونا چاہیئے کہ جس راہ کو اختیار
کیا ہے کیا وہ راہ وہی ہے جس پر
چل کر اس کو سچی استقامت اور دائمی
راحت اور خوشی اور ختم نہونے والا
اطمینان مل سکتا ہے؟
دیکھو مذہب تو ایک عام لفظ
ہے اس کے معنے چلنے کی جگہ یعنے راہ
کے ہیں اور یہ دین کے ساتھ مخصوص
نہیں ہے ہر قسم کے علوم و فنون
طبقات الارض۔ طبعی۔ طبابت ہیئت
وغیرہ میں بھی ان علوم کے ماہرین کا
ایک مذہب ہوتا ہے۔ اس سے
کیسکو چارہ ہو سکتا ہی نہیں یہ تو
انسان کے لئے لازمی امر ہے اس سے
باہر ہو نہیں سکتا۔ پس جیسے انسان
کی روح جسم کو چاہتی ہے معانی
الفاظ اور پیرایہ کو چاہتے ہیں اسی طرح
انسان کو مذہب کی ضرورت ہے۔
ہماری یہ غرض نہیں ہے اور
نہ ہم یہ بحث کرتے ہیں کہ کوئی اللہ
کہے یا گاڈ کہے یا پرمیشر۔ ہمارا
مقصد تو صرف یہ ہے۔ کہ جسکو وہ
پکارتا ہے اسنے اسکو سمجھا کیا ہے؟ ہم
کہتے ہیں کہ کوئی نام لو مگر یہ بتاؤ کہ تم
اسے کہتے کیا ہو؟ اس کے صفات تم نے
کیا قایم کئے ہیں؟ صفات الٰہی کا مسئلہ
ہی تو بڑا مسئلہ ہے جس پر غور کرنا چاہیئے
حق جو۔ میں یہ سمجھتا ہوں کہ مذہب
کا کام فطرت کو درست کرنا ہے۔
حضرت اقدس۔ اس وقت
کوئی بادشاہ ہے مثلاً شہنشاہ ایڈورڈ
معظم ہے اب اگر کسی اور کو کہیں بھی
تو تکلفات سے کہیں گے مگر ہو نہیں
سکتا۔ ہم یہی تو چاہتے ہیں کہ اصل
حقیقی خدا کو شناخت کیا جاوے اور
باقی سب تکلفات چھوڑ دئے جائیں۔
اس کا نام فطرت کی درستی ہے۔ اسلام
ہے کیا؟ اسلام کا تو نام ہی اللہ تعالیٰ
نے فطرت اللہ رکھا ہے فطرتی
مذہب اسلام ہی ہے۔
مگر ان باتوں کی حقیقت کب کھلتی
ہے جب انسان صبر اور ثابت قدمی
کے ساتھ کسی پاک صحبت میں رہے۔
ثابت قدمی میں بڑی برکتیں ہوتی
ہیں شہد کی مکھی کو دیکھو کہ جب وہ
ثابت قدمی اور محنت کے ساتھ اپنے
کام میں لگتی ہے تو شہد جیسی نفیس
اور کار آمد شے طیار کر لیتی ہے
اسی طرح پر جو خدا کی تلاش میں
استقلال سے لگتا ہے وہ اسکو پا لیتا
ہے نہ صرف پا لیتا بلکہ میرا تو یہ ایمان
ہے کہ وہ اسکو دیکھ لیتا ہے
ارضی علوم کی تحصیل میں کس قدر
وقت اور روپیہ صرف کرنا پڑتا ہے
یہ علوم روحانی علوم کی تحصیل کے
قواعد کو صاف طور پر بتا رہے ہیں
ہمارا مذہب جو روحانی علوم کے مبتدی
کے لئے ہونا چاہیئے یہ ہے کہ وہ پہلے
خدا کی ہستی پھر اس کے صفات کی
واقفیت پیدا کرے۔ ایسی واقفیت
جو یقین کے درجہ تک پہونچ جاوے
تب اللہ تعالیٰ کی ذات اور اس کی
صفات کاملہ پر اسکو اطلاع مل جاوگی
اور اسکی روح اندر سے بول اٹھیگی
کہ پورے اطمینان کے ساتھ اس نے
خدا کو پا لیا ہے۔
جب اللہ تعالیٰ کی ہستی پر ایسا
ایمان پیدا ہو جاوے کہ وہ یقین کے
درجہ تک پہونچ جاوے اور انسان
محسوس کر لے کہ اس نے گویا خدا کو
دیکھ لیا ہے اور اسکی صفات سے
واقفیت ہو جاوے تو گناہ سے نفرت
پیدا ہو جاتی ہے اور طبیعت جو پہلے
گناہ کی طرف جھکتی تھی اب ادھر سے
ہٹتی اور نفرت کرتی ہے۔ اور یہی توبہ
ہے۔
اور یہ بات کہ اللہ تعالیٰ پر
کامل ایمان کے بعد طبیعت گناہ سے

تنفر ہوجاتی ہے یہ بات آسانی اور صفائی سے سمجھ میں آسکتی ہے دیکھو سنکھیا ہے یا اور زہریں ہیں یا بعض زہریلے جانور ہیں۔ انسان ان سے کیوں ڈرتا ہے؟ صرف اس لئے کہ تجربہ نے بتادیا ہے۔ کہ اس درجہ پر یہ زہر ہلاک کر دیتے ہیں بہتوں کو زہر کھاکر ہلاک ہوتے دیکھا ہے اسی لئے طبیعت اس طرف جانہیں سکتی بلکہ ڈرتی ہے۔ جبکہ یہ بات ہے پھر کیا وجہ ہے کہ قسم قسم کے گناہ سرزد ہوتے ہیں یہاں تک کہ اگر راستہ میں ایک پیسہ پڑا ہوا ہو تو جھک کر اس کو اٹھالے گا۔ حالانکہ تھوڑے سے اعلان سے معلوم ہو سکتا ہے کہ وہ پیسہ کس کا ہے پھر دیکھا ہے کہ بارہ بارہ آنہ پر معصوم بچوں کی جانیں لی جاتی ہیں۔ عدالتوں میں جاکر دیکھو کسقدر خوفناک و درد ناک نظارہ نظر آئے گا۔ تھوڑی تھوڑی بات پر جھوٹ بولا جاتا ہے۔ فسق و فجور کا ایک دریا بہ رہا ہے۔ یہ کیوں؟ صرف اس لئے کہ خدا پر ایمان نہیں ہے سانپوں اور زہروں سے ڈرتے ہیں اس لئے کہ انکو مہلک مانتے ہیں اور انکے خطرناک ہونے پر ایمان ہے۔ اگر اللہ تعالیٰ پر ایمان کامل ہوتو میں نہیں سمجھتا کہ کیوں گناہ سے نفرت پیدا نہ ہو۔

انسان کے لئے دو باتیں ضروری ہیں بدی سے بچے اور نیکی کی طرف دوڑے اور نیکی کے دو پہلو ہوتے ہیں ایک ترک شر دوسرا افاضہ خیر۔ ترک شر سے انسان کامل نہیں بن سکتا جب تک اس کے ساتھ افاضہ خیر نہو یعنے دوسروں کو نفع بھی پہنچائے۔ اس سے پتہ لگتا ہے کہ کس قدر تبدیلی کی ہے۔

اور یہ مدارج تب حاصل ہوتے ہیں کہ خدا تعالیٰ کی صفات پر ایمان ہو اور انکا علم ہو۔ جب تک یہ بات نہو انسان بدیوں سے بھی بچ نہیں سکتا دوسروں کو نفع پہنچانا تو بڑی بات ہے۔ بادشاہوں کے رعب اور تعزیرات ہند سے ہی تو ایک حد تک ڈرتے ہیں اور بہت سے لوگ ہیں جو قانون کے خلاف ورزی نہیں کرتے۔ پھر کیوں احکم الحاکمین کے قوانین کی خلاف ورزی میں دلیری پیدا ہوتی ہے کیا اسکی کوئی اور وجہ ہے بجز اسکے کہ اس پر ایمان نہیں ہے؟ یہی ایک باعث ہے۔

الغرض بدیوں سے بچنے کا مرحلہ تب طے ہوتا ہے جب خدا پر ایمان ہو پھر دوسرا مرحلہ یہ ہونا چاہیئے کہ ان راہوں کی تلاش کرے جو خدا تعالےٰ کے برگزیدہ بندوں نے اختیار کیں۔ وہ ایک ہی راہ ہے جس پر جسقدر راستباز اور برگزیدہ انسان دنیا میں چل کر خدا تعالیٰ کے فیض سے فیض یاب ہوئے اس راہ کا پتہ یوں لگتا ہے کہ انسان معلوم کرے کہ خدا تعالیٰ نے انکے ساتھ کیا معاملہ کیا؟ پہلا مرحلہ بدیوں سے بچنے کا تو خدا تعالیٰ کی جلالی صفات کی تجلی سے حاصل ہوتا ہے کہ وہ بدکاروں کا دشمن ہے۔

اور دوسرا مرتبہ خدا تعالیٰ کی جمالی تجلی سے ملتا ہے اور آخر یہی ہے کہ جب تک اللہ تعالیٰ کی طرف سے قوت اور طاقت نہ ملے جسکو اسلامی اصطلاح کے موافق روح القدس کہتے ہیں کچھ بھی نہیں ہوتا ہے یہ ایک قوت ہوتی ہے جو خدا تعالےٰ کی طرف سے ملتی ہے اس کے نزول کے ساتھ ہی دل میں ایک سکینت آتی ہے اور طبیعت میں نیکی کے ساتھ ایک محبت اور پیار پیدا ہو جاتا ہے۔

جس نیکی کو دوسرے لوگ بڑی مشقت اور بوجھ سمجھ کر کرتے ہیں یہ ایک لذت اور سرور کے ساتھ اس کو کرنے کی طرف دوڑتا ہے۔ جیسے لذیذ چیز بچہ بھی شوق سے کھالیتا ہے۔

اسی طرح جب خدا تعالیٰ سے تعلق ہوجاتا ہے اور اس کی پاک روح اس پر اُترتی ہے۔ پھر نیکیاں ایک لذیذ اور خوشبودار شربت کی طرح ہوتی ہیں وہ خوبصورتی جو نیکیوں کے اندر موجود ہے اسکو نظر آنے لگتی ہے اور بے اختیار ہو ہوکر انکی طرف دوڑتا ہے بدی کے تصور سے ہی اسکو روح کانپ جاتی ہے یہ امور اس قسم کے ہیں کہ ہم ان کو الفاظ کے پیرایہ میں پورے طور سے ادا نہیں کرسکتے کیونکہ یہ قلب کی حالتیں ہوتی ہیں جو محسوس کرنے سے ہی انکا ٹھیک پتہ لگتا ہے۔ اسوقت تازہ بتازہ انوار اسکو ملتے ہیں۔ (باقی آئندہ)

مندرجہ ذیل اطلاع گورنمنٹ پنجاب نے بغرض اندراج الحکم ارسال کی ہے

چونکہ موضع گھرولا تحصیل شنکر گڑھ ضلع گورداسپور کے لوگوں نے جہاں افسوس کی بات ہے کہ آجکل وباپھیلی ہوئی ہے یہ مشہور کر رکھا ہے کہ ٹیکا لگانیکی وجہ سے انہیں وبا پھیل گئی ہے۔ اسلئے مناسب معلوم ہوتا ہے کہ اصل واقعات مشتہر کرائے جائیں۔ گھرولے کے ۱۳۸۶ آدمیوں کو اس امید پر کہ وہ وبا کی غارت گری سے محفوظ رہیں۔ ٹیکہ لگانیکی صلاح دیگئی۔ ۱۸۶ آدمیوں نے ٹیکہ لگوانا منظور کیا اور ۱۱ و ۱۳ ماہ دسمبر سنہ ۱۹۰۰ کو ٹیکہ کا عمل کیا گیا۔ منجملہ ان اشخاص کے ۱۱ دسمبر سنہ ۱۹۰۰ سے ۳۱۔ جنوری سنہ ۱۹۰۱ تک ۸۔ اموات ہوئیں اُن اشخاص میں سے جنہوں نے ٹیکہ نہیں لگوایا اور جنکی تعداد ۱۲۰۰ ہے۔ ۱۵۶ اموات عرصہ مذکور میں ہوئیں لہذا جن لوگوں نے ٹیکہ نہیں لگوایا انہیں فی ۱۲ آدمیوں میں ۱ شخص اور جنہوں نے ٹیکہ لگوایا ہے انہیں ۲۵ اشخاص میں ۱ شخص مرا ہے۔ یا بحساب فیصدی ٹیکہ نہ لگوانے والوں میں ۸ شخص اور ٹیکہ لگوانے والوں میں ۱۰۷ مرے ہیں۔ ان نتائج سے ظاہر ہے کہ ٹیکہ لگانا مفید ہے اور یہ کہ پیش بندی کا ایک عمدہ طریقہ ہے۔

حکیم الامت کے ارشادات

بقیہ خطبہ عید اضحیٰ

وہ علم جو خشیۃ اللہ کا موجب ہوتا ہرگز نہیں رہا۔ رہی نری زباندانی جس پر کوئی یونیورسٹی فخر کر سکتی ہے وہ اس سے زیادہ نہیں کہ وہ ان لوگوں کے کلام ہیں جو شراب خور۔ فاسق اور اللہ تعالیٰ کے نام سے ناآشنا تھے۔

عربی زبان کے متعلق مجھ سے لوگوں نے پوچھا ہے اور میں نے بجائے خود بھی غور کیا ہے چار قسم کی زبان ہے اول اللہ کی زبان جو قرآن شریف میں موجود ہے پھر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی زبان اس سے اتر کر صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین کی زبان ان تین قسم کی پاک زبانوں سے پوری محرومی ہے چوتھا درجہ وہی ہے جسکا میں نے ابھی ذکر کیا وہ جاہلیت کے شعرا کی زبان جن کے اخلاق وعادات ایسے تھے کہ ان کا ذکر ہی مجھے اچھا نہیں معلوم دیتا۔

یہ ایک باریک علم ہے جسکی لوگوں کو بہت کم اطلاع ہے زبان اندر ہی اندر انسان کے روحانی اور اخلاقی قویٰ پر ایک زبردست اثر کرتی ہے۔ بہت سی کتابیں اس قسم کی موجود ہیں جنکو پڑھ پڑھ کر دنیا کا ایک بہت بڑا حصہ فسق وفجور میں مبتلا ہو کر ہلاک ہو گیا ہے۔ اُستادوں اور کتابوں کا اثر بہت آہستہ دیرپا ہوتا ہے اسی لئے یہ بات تسلیم کی گئی ہے کہ استادوں کے تقرر اور تعلیمی کتابوں کے انتخاب میں بڑی فکر کرنی چاہیئے کیونکہ انکا اثر اندر ہی اندر چلتا ہے۔

اب دیکھ لو کہ اللہ کی زبان اس کے کامل رسول صلی اللہ علیہ وسلم کی زبان صحابہ کرام کی زبان کیطرف مطلق توجہ نہیں کی یونیورسٹی نے اگر کوئی حصہ لیا تو وہ ہی ان لوگوں کا جنکے کلام کا اثر اخلاق اور عادات پر اچھا نہیں پڑ سکتا۔

میں تم سے پوچھتا ہوں کہ بتاؤ تو سہی کہ تم نے کسقدر روپیہ کس قدر وقت اور محنت اس پر کی؟ جواب یہی ہوگا کہ کچھ نہیں۔ میں نے بہت سے آدمیوں کو دیکھا ہے کہ جب انکو کہا گیا کہ قرآن شریف ہی پڑھا کرو۔ تو انہوں نے آخر کہا تو یہی کہا کہ کوئی بہت ہی خوبصورت عمدہ سا قرآن دو۔ اور وہ بھی مفت۔ اللہ اللہ! نادلوں اور انگریزی کتابوں کی خرید میں جسقدر روپیہ خرچ کیا جاتا ہے اسکا سواں حصہ بھی قرآن شریف کے لئے خرچ نہیں کر سکتے چاہیئے تو یہ تھا کہ ساری توجہ اسی کی طرف ہوتی مگر ساری چھوڑ ادھوری بھی نہیں مجھے اسوقت ایک متمول کی بات یاد آگئی ہے میں نے اس کو کہا کہ قرآن شریف پڑھو اس نے کہا کہ کوئی اعلیٰ درجہ کا خوبصورت قرآن ہو تو دو۔ میں نے اپنے دل میں کہا اللہ!!! یہ شخص اپنے کوٹ پتلون کے لئے تو اس قدر روپیہ خرچ کر سکتا ہے اور نہیں لے سکتا تو قرآن نہیں لے سکتا۔

یہ بناوٹی بات نہیں ہے خود سوچکر دیکھ لو جسقدر جیب خرچ کے واسطے دیتے ہو۔ دین پڑھانے کے لئے اتنا نہیں دیتے ہو۔

توحید کا تذکرہ میں نے اس لئے نہیں کیا کہ مسلمان جو سامنے ہیں کفار نہیں نبوت کا ذکر نہیں کیا اس لئے کہ برہمو نہیں ہیں لا الہ الا اللہ محمد رسول اللہ پڑھنے والے میرے سامنے ہیں۔

انتخاب کا ذکر کیا تھا اسکی ایک ضرورت تھی اس میں بات چل پڑی کہ کیسی ضرورت ہے کہ قرآن کریم کی طرف توجہ دلاؤں۔ دنیا کی لعنت ملامت طعن وتشنیع سب کچھ سنا پھر بھی ٹٹول کر دیکھو کہ خود قرآن دانی قرآن فہمی کے لئے کیا کیا۔ کتنی کوشش کی؟ جواب یہی ہے کہ کچھ بھی نہیں ہرگز نہیں قطعاً نہیں کی۔ حضرت امام نے طاعون کے اشتہار دیئے تم ہی بتاؤ کہ تبدیلی کی تو کیا کی غرض کیسے کیسے مشکلات ہیں رہنمائی کے لئے صرف ایک ہی چیز تھی جس کا نام شفا اور نور ہے۔ اسکو سمجھنے کے لئے آپ نے کیا فکر کی ہے؟ اندرونی یہ آفت اور بیرونی وہ مشکلات

بعض لوگ کہہ اٹھتے ہیں کہ خدا تعالیٰ کی کامل کتاب ہم میں موجود ہے اس کے ہوتے ہوئے اور کسی کی کیا ضرورت ہے میں کہتا ہوں کہ اس کتاب ہی کو اگر پڑھتے تو یہ سوال ہرگز نہ کرتے کیونکہ اس میں صاف لکھا ہے۔ ھو الذی بعث فی الامیین رسولاً منھم یتلوا علیھم آیاتہ۔ کتاب چاہیئے کتاب کا پڑھنے والا بھی تو ضروری ہے۔ اور اس کے پڑھانے والا ایسا ہو جو مزکی النفس اور مطہر القلب ہو۔ محمد رسول اللہ ایکم نہیں بلکہ سراً وجہراً خرچ کرنے والا امر بالمعروف کرنے والا خود محبوب ہو کر دوسروں کو محبوب بنانے والا۔

اسی طرح کتاب اللہ سکھ دینے والی ہے مگر اس کے لئے مزکی معلم کی ضرورت ہے بدون اس کے وہ کارگر نہیں ہو سکتی۔ یہ ضرورت ہے مامور من اللہ کی۔

میں بھی اپنی جگہ درس دے لیا کرتا ہوں اور گھر میں اور باہر آکر بھی قرآن پڑھتا رہتا ہوں مگر کیا مزکی ہوں؟ نہیں نہیں اور ہرگز نہیں۔ تاکہ میں اپنے عمل درآمد کے رنگ میں دوسرے کو دکھا سکوں۔ مسیح مرگئے مسیح مرگئے حضرت اقدس نے اس مسئلہ کی انتہا کر دی اور قرآن شریف سے اس کو ایسا ثابت کر دیا کہ اب دوسرا کیا لکھے گا اور کیا کہے گا۔ دوایت کشتی میں مرزا

خدا بخش صاحب نے حد کر دی ہی
میں سوچنے لگا کہ مجھے کوئی نئی دلیل
اس کے متعلق سمجھ میں آ سکتی ہے۔
قرآن کو اٹھاتے ہی یہ بات ذہن
میں آئی ان مثل عیسےٰ عند اللہ
کمثل آدم ـــــ قال لہ کن فیکون
جہاں جہاں اسکو دیکھا تو مردوں
ہی کے جی اٹھنے پر آیا ہے۔

پھر آدم سے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم
تک کسی نبی کی وفات کا تذکرہ نہیں
مگر مسیح کی وفات کا تذکرہ ہے پھر
مشکلات ہیں تو کیا ہیں جواب ہو رہی
اندرونی اور بیرونی مشکلات جو اہی
کہہ چکا ہوں کل بیٹھے بیٹھے مجھے خیال آیا
کہ ایسا نہو عید تجھکو پڑھانی پڑے جیسے
مجددوں کی ضرورت ہے اس لئے
عید کے متعلق تیرے دل میں
نئی کوئی بات کیا آتی ہے۔ اسی دہن
میں کبھی فقہ کی کتابیں پڑھتا کبھی احادیث کو
دیکھتا کبھی مختصرات پر نظر کرتا آخر میرے
جی میں آیا کہ ان لوگوں کی کتابوں کو
دیکھوں جو اخلاق اور ضروریات کو
بیان کر سکتے ہیں اس مطلب کے لئے
میں نے ایک کتاب لی ۲۴ صفحوں میں
اور وہ بھی بہت باریک سطروں
میں عید کا ذکر تھا۔ میں اسے پڑھنے
لگا تو دیکھا کہ لمبے مباحثات ہیں جنکا
کچھ پتہ نہ چلتا تھا آخر میں نے کہا کہ
چھوڑ دوں پھر کہا شاید کچھ آگے لکھا
ہو۔ اسی طرح پر ساری کتاب کو ختم کیا۔
آخر مجھے افسوس ہی ہوا۔ کہ کس قدر
وقت ضایع کیا لیکن میری نیت
چونکہ بخیر تھی اس لئے وہ افسوس
جاتا رہا۔ لیکن مجھے یہ حیران کر دینے
والا خیال پیدا ہوا کہ کس قدر مشکلات
اس ایک عید کے معاملے میں ہیں کوئی
کہتا ہے کہ کس وقت نماز پڑھی جاوے
ایک رمحہ سورج نکل آیا ہو کس وقت
اس عشرہ میں تحمید تکبیر تقدیس
تسبیح اللہ کو پسند ہے اور ہر وقت
خدا کی یاد کی جاوے پھر یہ کہ دو رکعت
نماز پڑھ لو۔ پھر بحث شروع کی کہ

فرض عین ہے یا نہیں مستحب ہے
یا کیا تکبیریں کتنی پڑھنی چاہئیں
وغیرہ کپڑوں خطبوں کے متعلق
کیا احکام ہے غرض ایک لمبا سلسلہ
تھا مجھے اس پر غور کرتے کرتے یہ
معلوم ہوا کہ وہ مقدس دین جسکو
اللہ تعالے نے بھیجا اور نبی کریم
صلی اللہ علیہ وسلم نے جس کو
پہونچایا اسکا خلاصہ تو یہ تھا کہ اللہ
تعالیٰ پر ایمان ہو ملائکہ پر ایمان ہو
اس کے رسولوں پر ایمان ہو۔ اسکی
کتابوں پر ایمان ہو۔ تقدیر پر ایمان
ہو۔ ختم نبوت اور قیامت پر ایمان
ہو۔ اور ضرورت ہے کہ اس میں
کچھ بھی کمی بیشی نہو لیکن یہ ایزادی
کی ہی بات تھی جو ۲۴ صفحہ لکھدیے
اب اس کے حل کرنے والا بھی
تو کوئی ہونا چاہیئے۔

ایک شیعہ نے مجھے خط لکھا
کہ تم جو دین کی طرف متوجہ ہو
یہ تو بتاؤ کہ ابو بکر رضی اللہ عنہ
کے خلیفہ ہونے کے دلایل جو آجتک
سُنیوں نے دیئے ہیں کیا ہیں
اور ان پر شیعوں نے جو
اعتراض کئے ہیں اور پھر انکا
جو جواب سنیوں نے دیا ہے
اور ان سب پر اپنا فیصلہ لکھدو
تم سمجھ سکتے ہو کہ ۱۳ سو برس کا
جھگڑا اور پھر خوارج بھی ساتھ۔
اعتراض اور جرح الگ ان سب
پر نظر۔ لکھنا آسان بات نہ تھی۔
میں نے کہا مولیٰ کریم تو نے اپنے فضل و
کرم سے ایسے زمانہ میں پیدا کیا
ہے کہ حَکَم عَدَل تو موجود ہی
ہے کوئی راہ اس کے پرتو سے
کھول دے۔ آخر میں نے یہ
لکھدیا کہ ہمارا انتخاب آخر غلط
ہوتا ہے اس کو معزول کرنا پڑتا
ہے زندگی اور موت ہی ہمارے
اختیار میں نہیں ہے ممکن ہے
کہ ایک کو منتخب کریں اور رات کو
اسکی جان نکل جاوے میرے استاد

کہتے تھے سعادت علی خان نے
کئی کروڑ روپیہ ہند کے واسطے
انگریزوں کو دیا کہ اسے دیدیں
کہتے ہیں جب عمل درآمد کے لئے
کاغذ پہونچے تو رات کو جان
نکل گئی یہ مشکلات ہیں جو ہمارے
انتخاب درست نہیں ہو سکتے
اس لئے اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے
وعد اللہ الذین آمنوا منکم الآیۃ
یہ خدا ہی کا کام ہے کہ کسی کو خلیفہ
بناوے۔ پس کسی دلیل کی حاجت
نہیں تم سمجھتے ہو کہ بنی ہاشم نے
بڑی کوشش کی مگر کامیاب
نہوئے خدا نے جسکو بنانا تھا اسکو
بنا دیا۔ (باقی آئندہ)

اطلاع

متعلق "ووڈمنز ورلڈ"

بجواب استفسار متعلقہ "ووڈمنز ورلڈ"
برنٹ فورڈ لنڈن جسکے اشتہار مختلف
ہندوستانی دیسی زبانوں کے اخبارات
میں شایع ہوئے ہیں سکاٹلنڈ یارڈ کے
حکام پولیس حسب ذیل تحریر کرتے ہیں۔
"یہ کاروبار ایک شخص مسمی جے۔
ایچ ٹکلسن کے ہاتھ میں ہے۔ نامبردہ
کے متعلق بہت سی شکایتیں ہیڈ کوارٹرین
پولس (پولس دار الخلافہ) کے پاس
پہونچی ہیں لیکن بباعث مختلف وجوہات
اُس کے برخلاف فوجداری کارروائی
نہیں ہو سکی۔ شخص مذکور کا شکار بالخصوص
وہ لوگ ہیں جو غیر ممالک میں سکونت
پذیر ہیں۔ میری رائے میں مناسب ہوگا
کہ موجودہ صورت میں اُن اخبارات
کے ایڈیٹران کو جو اشتہارات مذکور
شایع کرتے ہیں اس امر کی اطلاع
کر دی جائے۔"

مذکورہ بالا اطلاع عام کے لئے مشتہر
کیا جاتا ہے۔

دستخط
فقیر سید افتخار الدین میر منشی
گورنمنٹ پنجاب

کیا ہمارے مخالف الرائے علماء بدزبانی نہیں چھوڑ سکتے؟

اے قوم من ز گفتۂ من تنگدل مباش
زادل چنیں مجوش بہ بیں تا بہ آخرم

یہ امر پبلک پر بخوبی روشن ہو چکا ہے کہ حضرت اقدس حجۃ اللہ علی الارض مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے ۵ مارچ سنہ ۱۹۰۱ء کو "الصلح خیر" کے عنوان سے ایک اشتہار بایں مراد شایع کیا تھا کہ ہمارے مخالف الرائے علماء اپنی زبانوں کو بدگوئی اور سخت کلامی سے روک لیں۔ امید کی جاتی تھی کہ علماء کا گروہ جو اپنے آپ کو خادم دین اور مصلح قوم سمجھتا ہے اس اشتہار پر نہایت فراخدلی اور وسیع الاخلاقی کے ساتھ آگے بڑھ کر اپنی سعادت مندی اور تقوی شعاری کا ثبوت دیگا۔ اور ملک کے ہر حصہ سے اس قسم کے اشتہار شایع ہوں گے جن میں یہ لوگ آیندہ کے لئے اپنی زبانوں اور قلموں کو اعتدال پر لانے کا سچا عہد کریں گے۔ مگر ہم نہایت افسوس کے ساتھ ظاہر کرتے ہیں کہ خلاف امید علماء نے اس بہترین طریق مصالحت پر التفات نہیں کی۔ ہاں امرتسر سے ایک اشتہار شایع کیا گیا ہے جس پر امرتسر کے کسی نامی مولوی کے دستخط نہیں ہیں اور جس شخص نے اشتہار شائع کیا ہے دستخط کرنے والوں نے (جو ایک ہی گروہ کے پانچ ممبر ہیں) خود مشتہر کو منشی قرار دیکر اسکی رائے سے اتفاق ظاہر کیا ہے۔ اگر یہ اشتہار ان پانچ صاحبان ہی کی طرف سے بھی براہ راست شایع ہوتا تب بھی وہ اس قابل نہیں ہے کہ اسکو مخالف الرائے علماء کے جواب کا مرتبہ دیا جاتا ہم اس اشتہار پر بھی مختصر سی نظر کریں گے محض اس لئے کہ کسی کی ٹھوکر کا موجب نہو ورنہ ہمارے نزدیک یہ اشتہار اس قابل نہیں ہے کہ ہم اسپر توجہ کریں۔

مگر اس سے پیشتر ہم علماء قوم سے ایک سوال کرنا چاہتے ہیں کہ اے ہمارے مخالف الرائے مولوی صاحبان و سجادہ نشینان وغیرہ وغیرہ آپ کی اس خاموشی کو ہم کس پر محمول کریں؟ کیا اس پر کہ آپ لوگوں کی حکومت اپنے قلم اور زبان پر نہیں ہے؟ اور آپ بدگوئی اور سخت کلامی سے محترز نہیں رہ سکتے؟ کیا یہ سمجھیں کہ آپ آیندہ کے لئے ہم سے صلح کا عہد باندھتے ہیں؟ یہ عقدہ تو اسوقت تک نہ کھلے گا جب تک آپ اپنی مہر سکوت کو نہ توڑیں گے۔

اب ہم مختصراً اس اشتہار پر ریویو کرتے ہیں جو منشی غلام احمد امرتسری کی طرف سے شائع کیا گیا ہے۔ جیسا ہم اوپر لکھ چکے ہیں اس اشتہار کو ہم علماء کا جواب قرار نہیں دیتے اس لئے کہ کم از کم امرتسر کے ان علماء کے تو اس پر دستخط ہوتے جو عام طور پر علماء قرار دئے جاتے ہیں قطع نظر اس کے کہ وہ ہیں یا نہیں مثلاً مولوی احمد اللہ صاحب مولوی عبد الجبار غزنوی یہاں تک کہ مولوی ثناء اللہ صاحب کے بھی دستخط نہیں جو ایسے کاموں میں بڑے شوق سے شریک ہوا کرتے ہیں اور ایسا ہی مولوی رسل بابا کے بھی دستخط نہیں اس سے صاف معلوم ہوتا ہے کہ وہ لوگ اس اشتہار سے متفق نہیں ہیں۔ ان ساری باتوں کے علاوہ جو کچھ اس اشتہار میں پیش کیا گیا ہے وہ کسی طرح پر بھی اشتہار الصلح خیر کا جواب نہیں ہو سکتا۔ اسکا جواب تو فقط اتنا ہی ہو سکتا تھا کہ ہم لوگ نہایت خوشی کے ساتھ صلح کرتے ہیں اور آیندہ مخالف مسلمانوں کی طرف سے کوئی دل آزار تحریر شایع نکی جاوے گی۔ مگر برخلاف اسکے اس اشتہار میں وہ طریق اختیار کیا گیا ہے جو ایک سلیم الفطرت رشید پسند نہیں کر سکتا۔

حضرت اقدس علیہ الصلوٰۃ والسلام پر بدزبانی کی ابتدا کا الزام لگانا دیانتداری اور تقوی کے خلاف ہے۔ کاش ان لوگوں کو اتنا ہی پتہ ہوتا کہ مولوی محمد حسین بٹالوی نے جس قسم کے مضامین اشاعۃ السنہ میں طبع کئے تھے اور عدالت نے انکو پڑھ کر اور سن کر سخت تنفر ظاہر کیا اس قسم کے مضامین کبھی حضرت اقدس کی طرف سے یا آپکے مریدوں میں سے کسی نے شایع کئے ہرگز نہیں۔

پھر اس شرط کا پیش کرنا کہ ہم مرزا جی کو (معاذ اللہ) کذاب یا دجال سمجھتے ہیں اس واقعی بات کا اظہار کس طرح کریں سخت دل آزار بات ہے۔ الصلح خیر میں یہ بات لکھدی گئی تھی کہ سخت زبانی میں یہ بات داخل ہوگی کہ ایک فریق دوسرے فریق کو ان الفاظ سے یاد کرے کہ وہ دجال ہے یا بے ایمان ہے یا فاسق ہے مگر یہ کہنا اس بیان میں داخل نہوگا کہ اس کے بیان میں غلطی ہے یا وہ خاطی ہے یا مخطی ہے سخت زبانی میں داخل نہیں ہوگا۔ ان کلمات کے روکنے ہی کے لئے تو الصلح خیر کا اشتہار جاری کیا جاتا ہے ورنہ اس سے بڑھ کر اور کونسے الفاظ ہیں جو تم بول سکتے ہو قانون خود اسکی تدبیر کرلے گا۔ یہ کام گورنمنٹ کے انتظام میں داخل ہے کہ وہ فحش نویسی سے منع کرے اس کے لئے تو کسی عہدنامہ کی بھی ضرورت نہیں۔ اگر ان الفاظ کو تم نہیں چھوڑ سکتے تو اور تم سے کیا امید ہو سکتی ہے خود حضرت اقدس نے الصلح خیر میں بتا دیا ہے کہ اظہار اخلاق کا وقت تو یہی ہے اور ایک وقت آتا ہے کہ احمدی فرقہ دنیا کے کروڑوں انسانوں میں پھیل جاوے گا۔

اور پھر دوسری شرط یہ پیش کی ہے کہ پچھلی کتابوں کو جلا دیا جاوے اور انہیں سے انجام آتھم کا نام ہی لیا ہے یہ کس قدر تقوی کے خلاف بات ہے کہ حضرت اقدس کی کتب کا تو نام لے دیا مگر اپنی طرف سے کسی کتاب یا اشتہار کا نام تک نہیں لیا۔ اگر انصاف پڑ دہی اور